بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ ۱۷ جون ۱۹۹۱ء (بروز دوشنبہ) بمطابق ۴ ذوالحج ۱۴۱۱ھ

فہرست

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱-	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۳
۲-	وقفہ سوالات	۴
۳-	رخصت کی درخواستیں	۳۰
۴-	بجٹ بابت سال ۹۲-۱۹۹۱ء پر عام بحث	۳۱
	مقررین	
(i)	مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	
(ii)	ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	
(iii)	ملک حاجی کرم خان نچک	
(vi)	مسٹر ارجن داس بگٹی	

فہرست ممبران اسمبلی

۱۔	میر عبدالمجید بزنجو	ڈپٹی اسپیکر
۲۔	میر تاج محمد خان جمالی	وزیر اعلیٰ
۳۔	نواب محمد اسلم رئیسانی	سینئر وزیر، وزیر خزانہ
۴۔	سردار ثناء اللہ زہری	وزیر بلدیات
۵۔	سردار اسرار اللہ زہری	وزیر صحت
۶۔	میر محمد علی رند	وزیر مال
۷۔	مسٹر جعفر خان مندوخیل	وزیر تعلیم
۸۔	میر جان محمد جمالی	وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی
۹۔	حاجی نور محمد صراف	وزیر کیو ڈی اے
۱۰۔	ملک محمد سرور خان کاکڑ	وزیر مواصلات و تعمیر
۱۱۔	ماسٹر جانسن اشرف (نمائندہ عیسائی اقلیت)	وزیر اقلیتی امور
۱۲۔	مولوی عبدالغفور حیدری	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۱۳۔	مولوی عصمت اللہ	وزیر منصوبہ بندی و ترقیات
۱۴۔	مولوی امیر زمان	وزیر زراعت
۱۵۔	مولوی نیاز محمد دوتانی	وزیر آبپاشی و برقیات
۱۶۔	سید عبدالباری	وزیر خوراک
۱۷۔	مسٹر حسین اشرف	وزیر ماہی گیری و تحفظ حیوانات
۱۸۔	محمد صالح بھوتانی	وزیر صنعت و حرفت
۱۹۔	محمد اسلم بزنجو	وزیر محنت و افرادی قوت
۲۰۔	نواب ذوالفقار علی مگسی	وزیر داخلہ
۲۱۔	ملک محمد شاہ مروان زئی	وزیر سوشل ویلفیئر (سماجی بہبود)

۲۲- ڈاکٹر کلیم اللہ
۲۳- سعید احمد ہاشمی
۲۴- میر علی محمد نوتیزئی
۲۵- مسٹر عبدالقہار خان
۲۶- مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی
۲۷- سردار محمد طاہر لونی
۲۸- میرباز خان کھیتران
۲۹- حاجی ملک کرم خان نجک
۳۰- میر ہمایوں خان مری
۳۱- نواب محمد اکبر خان بگٹی
۳۲- میر ظہور حسین خان کھوسہ
۳۳- سردار فتح علی عمرانی
۳۴- مسٹر محمد عاصم کرد
۳۵- سردار میر چاکر خان ڈومکی
۳۶- میر عبدالکریم نوشیروانی
۳۷- شہزادہ جام علی اکبر
۳۸- مسٹر کچکول علی ایڈوکیٹ
۳۹- ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ
۴۰- مسٹر ارجن داس بگٹی (نمائندہ ہندو اقلیت)
۴۱- سردار سنت سنگھ (نمائندہ سکھ و پارسی اقلیت)

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا پانچواں بجٹ اجلاس

مورخہ ۱۷ جون ۱۹۹۱ء بمطابق ۴ ذوالحج ۱۴۱۱ھ

بروز دوشنبہ

زیر صدارت ڈپٹی اسپیکر میر عبدالمجید بزنجو

شام ساڑھے چار بجے صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

اخوند زادہ عبدالمتین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ○ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ ○ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ○ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِلزَّکٰوةِ فَاعِلُوۡنَ ○ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ○ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ○ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ○ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ○ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِهِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ○ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ○ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ○

ترجمہ : بلاشبہ ایمان لانے والے کامیاب ہوئے۔ (کون ایمان لانے والے؟) جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع رکھتے ہیں جو نکمی باتوں سے رخ پھیرے ہوئے ہیں۔ جو زکواۃ ادا کرنے میں سرگرم ہیں' جو اپنے ستر کی نگہداشت سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ ہاں اپنی بیبیوں سے زنا شوئی کا علاقہ رکھتے ہیں' یا ان سے' جو ان کی ملکیت میں آگئیں (یعنی غلامی کی حالت میں پڑی ہوئی عورت' جو ان کے نکاح میں آگئیں) تو ان سے علاقہ رکھنے پر ان کے لئے کوئی ملامت نہیں۔ اور جو کوئی (اس معاملہ میں) اس کی علاوہ کوئی دوسری صورت نکالے' تو ایسی صورتیں نکالنے والے ہی ہیں جو حد سے باہر ہو گئے۔

پاس رکھتے ہیں' اور اپنی نمازوں کی حفاظت میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے' تو یقیناً ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنا ورثہ پانے والے ہیں۔ یہ فردوس کی زندگی میراث میں پائیں گے ہمیشہ کے لئے اس میں بسنے والے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وقفہ سوالات

☆ ۱۴۷ میر عبدالکریم نوشیروانی۔ (مسٹر ارجن داس بگٹی نے دریافت کیا)

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ورلڈ بینک کی ایک جیپ نمبر X-68-1415 جو سابق چیف پلاننگ آفیسر ناہید پرویز کے زیر استعمال تھی چوری ہوئی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ جیپ کہاں سے چوری ہوئی نیز کیا آفیسر مذکورہ نے اس جیپ کی گمشدگی کی بروقت اطلاع متعلقہ محکمہ کو دی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

مولانا عصمت اللہ۔(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ جیپ نمبر X-68-1415 جو سابق چیف آف سیکشن ناہید پرویز کے زیر استعمال تھی چوری ہوگئی۔

(ب) مذکورہ جیپ مسمی ناہید پرویز کے گھر سے چوری ہوئی۔

جی ہاں مذکورہ افسر نے جیپ کی گمشدگی کی اطلاع بروقت محکمہ کو دی اس کے علاوہ متعلقہ تھانہ بھی رپورٹ درج کرا دی تھی۔

○ مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب اسپیکر۔ وزیر صاحب فرما رہے کہ سابقہ چیف آف سیکشن مسٹر ناہید پرویز کی گاڑی سرکاری تھی میں یہ استفسار کر رہا ہوں کہ کیا واقعی سابقہ چیف آف سیکشن کی گاڑی سرکاری تھی؟ کیا وہ مجھے اس بارے میں بتلا سکتے ہیں۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جی وہ گاڑی سرکاری تھی۔ اس وقت وہ افسر مذکورہ چیف آف سیکشن تھے۔

○ مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب والا۔ روایت میں ایک بات آئی ہے کہ وہ چیف آف سیکشن تھے۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** اس وقت وہ چیف آف سیکشن تھے بلکہ جس وقت یہ سوال کیا گیا تھا وہ چیف آف سیکشن تھے لیکن اب وہ محکمہ تعلیم میں ایڈیشنل سیکریٹری ہیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر میں آپ کے حوالے سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ گاڑی کب چوری ہوئی تھی؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال کا جواب واضح ہے یہ گاڑی نمبر X-68-415 سابقہ چیف آف سیکشن مسٹر ناہید پرویز کی تھی۔ آپ نے پوچھا کیا وہ چوری ہوگئی ہاں وہ تو چوری ہوگئی لیکن اب وہ چیف آف سیکشن نہیں ہیں اس لئے سابقہ چیف آف سیکشن لکھا ہوا ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** وزیر صاحب نے فرمایا وہ چیف آف سیکشن نہیں تھے میں نے پوچھا ہے۔ "کیا یہ درست ہے کہ ورلڈ بینک کی ایک جیپ نمبر X-68-1415 جو سابق چیف آف پلاننگ آفیسر ناہید پرویز کے زیر استعمال تھی چوری ہوئی ہے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئی افسر سابقہ ہوتا ہے یا ریٹائرڈ ہوجاتا ہے تو کیا حکومت اس کو استعمال کے لئے گاڑی دیتی ہے؟

○ **منصوبہ بندی و ترقیات۔** وہ اب بھی سرکاری افسر ہیں تاہم اس وقت وہ چیف آف سیکشن تھے۔ ابھی وہ محکمہ تعلیم میں ایڈیشنل سیکریٹری ہیں ان کا نام ناہید پرویز ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ یہ بات واضح نہیں ہے حضرت صاحب نے پہلے کہا تھا کہ وہ چیف آف سیکشن تھے جب گاڑی چوری ہوئی لیکن اب وہ سابق ہیں۔ چلئے مان لیتے ہیں۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب اسپیکر۔ جواب بڑا لمبا ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ اس وقت گیلری میں ہمارے دوست ہمارے بلوچستان کے معزز صحافی بھائی اور دوسرے حضرات بیٹھے ہوئے ہیں میں گزارش کروں گا کہ وہ پڑھ کر سنائیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** میرے خیال میں جواب سب کے پاس موجود ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر یہ میرا رائیٹ ہے میرا پرویلیج ہے میں اصرار کرسکتا ہوں۔

(متعلقہ وزیر موصوف نے جواب پڑھا)

☆ ۱۸۱ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ صوبائی حکومت بلوچستان اور روسی حکومت کے درمیانی میرانی ڈیم پروجیکٹ کا معاہدہ ۴ مئی ۱۹۹۰ء کے طے ہوا تھا جس کے تحت کام دسمبر ۱۹۹۰ء میں شروع ہونا تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پروجیکٹ کا کام کب شروع ہوگا اور کتنے عرصے میں پایہ تکمیل کو پہنچ سکے گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔(الف) میرانی ڈیم پروجیکٹ بنیادی طور پر ایک وفاقی اسکیم ہے۔ جس پر وفاقی بجٹ سے عمل درآمد ہوگا۔ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء کو اس اسکیم کے متعلق حکومت پاکستان نے روسی حکومت کے ساتھ ایک پروٹوکول مسودہ پر دستخط کئے جس کے بعد ۴ مئی ۱۹۹۰ء کو حکومت بلوچستان نے ایک روسی تعمیراتی کمپنی کے ساتھ ایک عام اصولی معاہدہ پر دستخط کئے۔

(ب) معاہدہ پر دستخط کرتے وقت یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اس معاہدے کی حتمی منظوری ایکنک اور وزارت خزانہ دے گی پروجیکٹ کے پی سی ون P.C.I پر پہلے سی ڈی ڈبلیو پی اور پھر ایکنک میں ۳ ستمبر ۱۹۹۰ء کو تفصیلا" بحث ہوئی ایکنک کے اجلاس میں درج ذیل فیصلے ہوئے۔

(۱) پروجیکٹ پر عمل درآمد کرنے والے ادارہ واپڈا ہوگا۔

(۲) روسی فرم کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے ایک کمیٹی سیکریٹری وزارت' پانی و بجلی کی سرپرستی میں تشکیل دی جائے گی وزارت خزانہ و اقتصادی امور اور حکومت بلوچستان کے نمائندے بھی کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔

(۳) پروجیکٹ پلاننگ کی ذمہ داری نیسپاک پر ہوگی اس طرح پروجیکٹ شروع کرنے اور اس کو مکمل کرنے کی ذمہ داری ایکنک کے فیصلوں کی روشنی میں مرکزی حکومت پر ہے۔

اس فیصلے کی رو سے ڈیم کی تعمیر حکومت بلوچستان کے دائرہ اختیار سے نکل کر مرکزی حکومت کے ادارے واپڈا کو منتقل ہوگئی۔

ایکنک کے فیصلے کی روشنی میں اب تک اس ڈیم سے متعلق جو اقدامات اٹھائے گئے وہ درج ذیل ہیں۔

(i) ۱۱/ نومبر ۱۹۹۰ء کو سیکریٹری وزارت پانی و بجلی کی سربراہی میں اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں واپڈا کے متعلقہ حکام' روسی فرم اور حکومت بلوچستان کے نمائندوں نے شرکت کی اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ واپڈا نیسپاک کو پروجیکٹ کی منصوبہ بندی اور ڈیزائن کی دعوت دے گا۔

یہ سارے اخراجات مرکزی حکومت ادا کرے گی اور ۱۸/ ماہ کے اندر ڈیم کی منصوبہ بندی اور ڈیزائن مکمل کرے گی۔

(ii) ہر پروجیکٹ کی منصوبہ بندی اور ڈیزائن کے لئے ۷۷/ ملین روپے کی منظوری ۵/ مارچ ۱۹۷۷ء کو دی گئی۔

(iii) نیسپاک کی ٹیم نے ۲۵/ فروری ۱۹۹۱ء سے فیلڈ سروے شروع کر دیا ہے۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** (ضمنی سوال) جناب اسپیکر۔ اس پروجیکٹ کے بارے میں چیف منسٹر صاحب نے پرائم منسٹر کو ایک ڈی اولیٹر بھیجا کہ اس ڈیم کو جلد پروسیس کریں۔ لیکن محکمہ پی اینڈ ڈی نے اپنی طرف سے اس ڈی اولیٹر کو WITH DRAW کرنے کے لئے ٹیلیگرام یا لیٹر بھیجا کہ چیف منسٹر کے ڈی او کو ہم with draw کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب والا۔ اس کی وجہ یہ تھی جیسا میں نے عرض کیا Ecnec نے جو فیصلہ کیا اس کی روشنی میں اس معاملے پر عملدرآمد مرکزی حکومت کا دائرہ اختیار میں آگیا اس کے بعد حکومت بلوچستان کی طرف سے جو کہا جاتا وہ مرکزی حکومت کے معاملات میں مداخلت تصور کیا جاتا۔ اگر ضرورت پڑ جائے تو اس وقت لکھا جاتا ہے۔ اجلاس کے بعد جب ایک معاملہ مرکز کے پاس چلا جاتا تو حکومت بلوچستان سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس کی یہی وجہ تھی۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** مسٹر اسپیکر صاحب اسٹیٹمنٹ متضاد ہے مولوی صاحب جو باتیں کہہ رہے ہیں۔ ایک یہ کہ چیف منسٹر صاحب نے جو لیٹر لکھا وہ فیڈرل گورنمنٹ کے اختیارات میں نہیں تھا چیف منسٹر کو اس چیز کا پتہ نہیں تھا کہ پی اینڈ ڈی اس کی پاسبانی کر رہا ہے دوسری بات میں مولوی صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ پروجیکٹ شروع سے ہی فیڈرل گورنمنٹ کے پاس چل رہا تھا اور محض یہ شوشہ چھوڑا گیا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے بلکہ یہ پروجیکٹ ۱۹۵۷ء سے چل رہا ہے آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ یہ Ecnec نے فیصلہ کیا تھا۔ جناب والا۔ یہ پہلے سے ہی فیڈرل گورنمنٹ کا پروجیکٹ تھا۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب اسپیکر۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جب ایک مرتبہ کسی اسکیم کا معاملہ مرکزی حکومت کے پاس چلا جاتا ہے اور مرکزی حکومت باقاعدہ اس اسکیم پر کام شروع کر دیتی ہے تو اس کے بعد بلوچستان حکومت کی طرف سے لیٹر بھیجنے کی افادیت نہیں ہوگی۔ اس سلسلہ میں اگر میں

مختصر تفصیل عرض کروں تو ہو سکتا ہے کہ بہت سے دوستوں کی تسلی و تشفی ہو جائے گی دراصل اس پروجیکٹ پر ۱۹۷۲ء میں کام شروع ہوا تھا اور واپڈا نے ۱۹۷۲ء میں اس کا پی سی ون بنایا تھا۔ تقریباً ۴۷ کروڑ کی لاگت سے یہ پی سی ون۔ سی ڈی پی ڈبلیو کے اجلاس میں منعقد کوئٹہ میں زیر غور آیا۔ اس پر غور و خوض ہوا اور اس اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا۔ اجلاس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کو (task force) کا نام دیا گیا۔ وزارت پانی و بجلی کی سربراہی میں ایک چیف انجینئر ایڈوائزر قائم کیا گیا۔ انہوں نے ابتدائی غور و خوض کے بعد واپڈا کو ایک نظر ثانی شدہ رپورٹ بنانے کو کہا واپڈا نے رپورٹ مکمل کرکے جولائی ۱۹۷۸ء کو یہ رپورٹ پیش کردی اس رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد (Task force) مزید مطالعہ کرنے کے لئے اور پی سی ون بنانے کے لئے واپڈا کو معمور کیا۔ جنوری ۱۹۸۵ء میں یہ مکمل ہونے کے بعد واپڈا نے نظرثانی شدہ فیزیبلٹی اسٹڈی پی سی ون حکومت بلوچستان کے حوالے کر دیا۔ حکومت بلوچستان نے یہ مرکزی حکومت کو بھیجا ۲۱ اگست ۱۹۸۶ء میں ایکنک (Ecnec) میں پھر یہ زیر بحث آیا اور ایکنک (Ecnec) نے منظوری دے دی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس پروجیکٹ کو ہم اس وقت کریں گے جبکہ بیرونی امداد کے سلسلہ میں اسی (۸۰) فیصد اخراجات برداشت کرنے کے لئے کوئی تیار ہوجائے۔ چنانچہ اسی فیصد اخراجات برداشت کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔ یہ مسئلہ کچھ عرصہ تک پینڈنگ (Panding) میں رہا۔ اس کے بعد ۴ مئی ۱۹۹۰ء کو بلکہ ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء کو حکومت پاکستان اور روس حکومت کے درمیان ایک مسودہ پر دستخط ہوئے۔ اس کے بعد حکومت پاکستان اور روسی فرم کے درمیان ایک معاہدہ طے ہوا۔ اس معاہدہ کی شرائط یہ تھیں کہ اخراجات بیرونی امداد کی شرح سے ۷۰ ستر فیصد ہوگا اور سود کی شرح چھ فیصد اور عرصہ تکمیل سات فیصد اور ادائیگی اصل بمعہ سود پروجیکٹ شو ہونے کے ایک سال بعد سے شروع ہوجائے گا۔ اس معاہدہ پر دستخط ہوگئے۔ اس معاہدہ میں یہ بھی شرط رکھی گئی کہ حتمی منظوری ایکنک (Ecnec) اور وزارت خزانہ دے گی۔ یہ معاملہ اس طرح وزارت خزانہ کے پاس چلا گیا اور ایکنک کے اجلاس میں تین فیصلے ہوئے ایک یہ کہ عمل درآمد کی ذمہ داری واپڈا پر ہوگی یہ کہ روسی فرم کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔ سیکریٹری وزارت پانی و بجلی کی سربراہی میں۔ اس میں بلوچستان حکومت کا نمائندہ بھی شرکت کرے گا اور چوتھا یہ کہ پروجیکٹ شو کرنے اور مکمل کرنے کی ذمہ داری ایکنک کی روشنی میں مرکزی حکومت کے ذمہ ہوگی۔ یہ فیصلہ ایکنک میں ہوا۔ اس فیصلہ پر عمل درآمد کے سلسلہ میں ۱۱ نومبر ۱۹۹۰ء میں مجوزہ کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ اس میں روسی فرم اور وزارت خزانہ کا نمائندہ۔ حکومت بلوچستان کے نمائندہ نے اس میں شرکت کی۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب اسپیکر وزیر موصوف کا بہت شکریہ کہ پوری پوری کتاب کھول کر وہ سنا رہے ہیں۔ گذارش یہ ہے کہ ہم دو ضمنی سوالات کریں گے اس کے بعد ہم مطمئن ہیں۔ جناب والا۔ بڑی مہربانی سوال میرا تھا میں مطمئن ہوں آپ کی اس تقریر سے متعلق دو ضمنی سوالات ہیں۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب والا۔ ارجن داس صاحب آپ مطمئن ہیں اب چونکہ آپ کا سوال فلور آف دی ہاؤس پر آیا ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اب آپ ہی کا پوائنٹ آرہا ہے۔ آپ پوچھیں۔ آپ کو اجازت ہے۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** مولانا صاحب ایک چیز کی آپ وضاحت کریں آپ نے یہ چیز اپنی تقریر میں فرمائی۔ یہ تو چلیں مسئلہ واضح ہوگیا کہ آپ نے فرمایا کے ڈی او لیٹر پر جو (disput) ڈسپوٹ تھا وہ کلیئر ہوگیا کہ بلوچستان کی گورنمنٹ اسے ڈیل کرے۔ شروع سے ہی فیڈرل گورنمنٹ اسے ڈیل کر رہی ہے۔ پی اینڈ ڈی نے کس حوالے سے لیٹر لکھا۔ اس کے بعد ویسے جو پروجیکٹ ہوتا ہے اس کے لئے دو مرتبہ سروے ہوا تھا۔ جو واپڈا نے کیا تھا۔ اسے ایکنک نے بھی approve کیا تھا۔ میرے خیال میں جو نارمل پروسیجر ہے جب تک ایکنک منظور نہیں کرے گا۔ باہر کے ملک سے گفت و شنید نہیں ہوگی۔ ایک دفعہ جب معاہدہ پر دستخط ہوگئے تو پھر اس میں revision کی ترمیمات کی ضرورت میں نہیں سمجھتا ہوں اور اس کی کیا وجوہات تھی ماسوائے اس کے کہ پروجیکٹ کو مزید ڈیلے کیا جائے۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب والا۔ آپ کی وساطت سے میری عرض یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس میں بلوچستان کی حکومت کا دخل نہیں ہے میرا موقف یہ ہے اس میں یہ شرط لگائی گئی تھی حتمی منظوری ایکنک کی تھی جو ساری کارروائی ہے اور جو کچھ ہورہا ہے وہ مرکزی حکومت کر رہی ہے۔ اس میں بلوچستان کی حکومت کا دخل نہیں ہے یہ میرا موقف ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں نے جو تفصیل دی ہے اس سے معزز رکن کی تسلی ہوئی ہوگی۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** جناب والا۔ یہ کنٹری بیس کنٹریکٹ ہے۔ کنٹری بیس کنٹریکٹ کیا ہوتا ہے مولانا

صاحب اس کی تفصیل بتائیں؟

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب ۱۹۸۵ء کو مرکزی حکومت نے کہا ہے کہ ہم اس کنٹریکٹ کو نہیں چلا سکتے ہیں۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** جناب میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کنٹری بیس کنٹریکٹ ہے یہ معاہدہ وفاق اور مرکزی حکومت اور روسی حکومت کے درمیانی کنٹریکٹ ہوا تھا جب یہ مکمل کرلے گا اس کو رشیا نے مکمل کرنا تھا پھر مکمل کرنے کے بعد وفاق کو دے گا اس سارے تکمیل تک کا کام دوسرے ملک رشیا کا تھا۔ ہماری افسر شاہی نے خصوصاً وفاق اور ار یگیشن نے اس میں رکاوٹ ڈالی ہے جو ایک بہت بڑا پروجیکٹ ہے اس سے ان کو پرسنٹیج نہ ملتا کیونکہ یہ غیر ملکی پروجیکٹ ہے وہ اس سے پیسہ نہیں نکال سکتے ہیں انہوں نے ملی بھگت سے اور کچھ بااثر لوگوں کی وجہ سے یہ معاملہ اب تک سرد خانہ میں پڑا ہوا ہے۔ آپ اس اسمبلی میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو اس کے شروع سے لے کر آخر تک اسباب معلوم کرلے اور انکوئری کرے کہ کیوں اس میں تاخیر ہوئی ہے اور دیگر رکاوٹوں کی وجہ کا پتہ کرلے۔ پھر اس انکوائری کی رپورٹ اس ایوان کو دے دے۔ آپ اس ایوان سے کمیٹی مقرر کریں۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب والا۔ جہاں تک سوال اور ضمنی سوال کا تعلق ہے اس کے سارے جوابات تو سامنے آگئے ہیں اور مکمل وضاحت ہوگئی ہے یہ پروجیکٹ ۱۹۷۲ء سے چل رہا ہے اور مختلف اوقات میں مختلف مراحل سے گذرا ہے اور اس پر کارروائی ہورہی ہے۔ اس کے لئے بہتر طریقہ یہ ہوسکتا ہے۔ یہ مرکزی حکومت کا معاملہ ہے۔ اس پر عمل درآمد مرکزی حکومت کر رہی ہے ہمیں چاہئے کہ اگر ہم مرکزی سطح پر قومی اسمبلی یا سینٹ میں اس مسئلہ کو اٹھائیں تو اس سے بہتر نتائج آسکتے ہیں اگر بعض دوستوں کی رائے ہو یا قیمتی مشورے ہوں تو وہ دے دیں تاکہ ہم مرکزی حکومت کو بھیج دے دیں۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے پہلے جب دس کروڑ روپے کے لئے کہا تھا کہ پی اینڈ ڈی لے لے تو انہوں نے کیوں نہیں لیا اس کی دستاویز بھی ہمارے پاس ہے اور کہا کام شروع کردیں آپ نے یہ پیسے کیوں نہیں لئے اور کام کیوں نہیں شروع کیا۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** یہ جو معزز رکن دستاویز کے بارے میں بتا رہے ہیں وہ لے آئیں ہمارے علم میں نہیں ہے اور پتہ نہیں ہے کہ ایسی کوئی دستاویز ہو مرکزی حکومت نے حکم دیا ہو اور صوبائی

نے اس پر عمل نہ کیا ہو اور اگر کوئی دستاویز ہے تو معزز ممبر لے آئیں ہم اس کا جواب دیں گے۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** (پوائنٹ آرڈر جناب والا- ایک تو یہ ہے کہ آپ ہمیں سوال کرنے نہیں دیتے ہیں اس سوال کی حقیقت کو سامنے لے آئیں۔ جب تک حقائق ہمارے سامنے نہ آجائیں ہماری تسلی نہیں ہوتی ہے لیکن وہ کیا جواب دیتے ہیں جس سے تسلی اور تشفی نہ ہو اور آپ کہتے ہیں کہ خاموش رہیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** نہیں آپ ضمنی سوال کریں مگر ضمنی سوال پر تقریر کی اجازت نہیں ہے۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** مجھے تقریر کرنے کا شوق نہیں ہے لیکن مجھے ان کے جواب سے تسلی نہیں ہو رہی ہے اور ایوان کا اس سے وقت ختم ہوجائے لیکن ہمارا مقصد یہ ہے لیکن اس اسمبلی میں جس میں اپوزیشن کے بھی دوست ہیں ٹریژری بنچز کے بھی دوست ہیں آپ سب ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دیں وہ تحقیقات کرے اور اس حکومت کو اتنی طاقت ہے کہ وہ یہ رپورٹ وفاقی حکومت کو بھیج دے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب والا- یہ میری تجویز تھی اگر کسی ممبر کی تجویز ہے مشورہ دے دے یقیناً اس پر عملدر آمد کیا جائے اگر معزز ممبر تجویز دینا چاہتا ہے تو دے۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** جناب والا- اگر آپ اس کے لئے تاریخ مقرر کرلیں کہ وہ ایک ہفتے کے اندر دو ہفتے کے اندر یا دو مہینے میں وفاقی حکومت سے میرانی ڈیم کے متعلق بات کریں گے اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی اس سلسلے میں بات کریں اور یہ بات نہیں کہ ہم کوئی بات کریں اور کام نہ ہو۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب والا- جہاں تک معزز ممبر کی تجویز کا تعلق ہے اس حد تک تو ہم اتفاق کرتے ہیں تو یقیناً ہم مرکزی حکومت کو بھیج دیں گے اگر وہ کمیٹی تشکیل دیتے ہیں اور مرکزی حکومت کے بارے میں وہ فیصلہ کرتے ہیں صوبائی حکومت کے بس میں نہیں ہے اگر وہ اس میں تاخیر یا غفلت کرتے ہیں یہ مرکزی حکومت کی بات ہے صوبائی حکومت کی بات نہیں ہے کمیٹی بنانے سے کوئی نتائج سامنے آسکیں۔ ہم البتہ اگر وہ تجویز دیں تو مرکزی حکومت کو بھیجیں گے اگر بلوچستان حکومت لیول کا مسئلہ ہوتا تو ایک کمیٹی تشکیل دے سکتے تھے یقیناً ہم اس میں انکوائری کرسکتے تھے جب ایک معاملہ مرکزی حکومت کا ہے اس میں ایک کمیٹی تشکیل دینے سے صحیح نتائج بر آمد نہیں ہوں گے البتہ اگر کوئی تجاویز ہوں یقیناً ہم دے سکتے ہیں۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** جناب والا۔ میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گا کہ وہ اس بارے میں کچھ بتائیں اور ایک کمیٹی وزیراعلیٰ صاحب اپنی سربراہی میں قائم کرلیں اور ہم میں سے یعنی کسی مکران کے ممبر کو بھی لے لیں کیونکہ اس پروجیکٹ کا تعلق بھی مکران سے ہے اور اس کمیٹی میں متعلقہ ممبر کو شامل کرلیا جائے۔ میں ابھی قائدایوان سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں ہمیں مطمئن کریں۔ اطمینان دلائیں۔

میر تاج محمد جمالی ۔(قائد ایوان)۔ محترم اسپیکر صاحب۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ معاملہ مرکزی حکومت کے ساتھ اٹھائیں گے اور کوشش کریں گے کہ میرانی ڈیم جلد سے جلد تکمیل کو پہنچے اگر ڈاکٹر مالک صاحب ہمارے ساتھ ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

○ **مسٹر کچکول علی۔** جناب والا۔ یہ کمیٹی کب بن جائے گی ایک دن ایک سال اس کے لئے کوئی وقت فکس کریں۔

○ **(قائد ایوان)۔** بس جی میں اور ڈاکٹر مالک صاحب بیٹھ کر دیکھ لیں گے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب والا۔ یہ سوال تو میرا تھا اور اس سوال کے مالک ڈاکٹر مالک اور کچکول علی بن گئے ہیں اور یہ سوال مجھ سے چھین کرلے گئے ہیں میرا تو ضمنی سوال باقی رہتا ہے۔ میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ میرانی ڈیم کا معاہدہ ۴ مئی ۹۰ء کو طے ہوا تھا آپ یہ فرما رہے ہیں کہ بالکل ہوا تھا اور دستخط ہوئے میرا جزو ب ہے کہ کام دسمبر ۹۰ء سے شروع ہونا تھا جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب آپ کے توسط سے وزیر متعلقہ سے مخاطب ہوں اس وقت معاہدے میں جو وزیر خزانہ تھے گذشتہ جون بجٹ کی تقریر میں فرمادیا تھا کہ کام ۱۹۹۰ء سے شروع ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر۔ یہ کامیابی پھر کیسے ناکامی میں بدل گئی۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ سوال کا جواب ہوگیا ہے اور معزز ممبر کی توجہ شاید ضمنی سوال بنانے کی طرف تھی۔ میر گذارشات انہوں نے نہیں سنی ہیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی-وزیر خزانہ۔** جناب والا۔ میں نے سوال تو کر دیا ہے مگر جواب مولانا صاحب اس کا نہیں دے پا رہے ہیں۔

○ **نواب محمد اسلم رئیسانی۔** جناب والا۔ میں اس کی کچھ وضاحت کردوں؟

☆ ۱۸۲ مسٹر راجن داس بگٹی۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ صوبائی حکومت نے اوچ (ڈیرہ بگٹی) گیس پاور پلانٹ ۳۰۰ میگاواٹ کا منصوبہ مرکزی حکومت کو بھیجا تھا؟
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پاور پلانٹ کے قیام کے سلسلہ میں مزید کیا پیش رفت ہوئی ہے' نیز اگر کوئی پیش رفت ہوئی ہے تو اس کا معاہدہ کس ملک کے ساتھ ہوا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہو تو وجہ بتلائی جائے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔(الف) یہ درست ہے کہ سابقہ صوبائی حکومت نے اوچ گیس پاور پلانٹ ۳۰۰ میگاواٹ کی تجویز کنسپٹ کلیئرنس کمیٹی) کے لئے منصوبہ بندی کمیشن اسلام آباد کو بھیجی تھی۔
(ب) یہ تجویز کنسپٹ کلیئرنس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کو زیر بحث آئی۔ اجلاس ہذا میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ سرکاری شعبہ میں فنڈز کی کمی کے باعث اس منصوبے پر عمل درآمد نجی شعبہ کے ذریعہ کرایا جائے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے اس سلسلے میں اکنامکس آفیرز ڈویژن اسلام آباد کے ساتھ اس معاملے کو دوبارہ اٹھایا ہے کہ وہ یو۔ ایس۔ ایڈیا کسی اور غیر ملکی ادارے کی وساطت سے اس منصوبے کے قابل عمل ہونے کے بارے میں تفصیلی رپورٹ مرتب کرائے حکومت کی سطح پر بجلی کی پیداوار اور اس کی ترسیل کی ذمہ داری وفاقی حکومت اور واپڈا کے دائرہ عمل میں آتی ہے۔
نجی شعبہ میں اگر کوئی فرم بجلی پیدا کرنا چاہے تو اس کے لئے رقم بھی اسے ہی فراہم کرنا ہوگی اور اس منصوبہ کو قابل قبول بنانے کی ذمہ داری بھی اسی نجی فرم کی ہوگی۔

○ مسٹر ارجن داس بگٹی۔ وزیر صاحب سوال کا جواب شائد ڈھونڈنے میں مصروف ہیں جب تک وہ اسے ڈھونڈیں اتنی دیر میں' میں ان سے ایک ضمنی سوال پوچھتا ہوں۔ چلیں پڑھا ہوا تصور ہوا آپ ڈھونڈھ لیں جناب۔ پہلے تو آپ یہ فرما رہے تھے کہ میں ضمنی سوال سوچنے کے موڈ میں ہوں اور اب آپ ڈھونڈنے کے موڈ میں ہیں۔

○ مسٹر ارجن داس بگٹی۔ جناب اسپیکر۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ نجی شعبہ کے ذریعہ کرایا جائے۔ اس کی ذرا وہ وضاحت کریں۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ مولانا صاحب آپ جواب دیں۔

○ **مسٹرارجن داس بگٹی۔** مولانا صاحب ابھی تک سوال کا جواب کو ڈھونڈ نہیں پائے تو میں اپنا ضمنی سوال واپس لیتا ہوں۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** یہ جو انہوں نے ضمنی سوال کیا ہے اس منصوبہ کے سلسلہ میں مرکزی حکومت نے فنڈز کی کمی کی وجہ سے سرکاری شعبہ کی توسط سے کرنے سے معذرت کی تھی۔ ہاں اگر نجی شعبہ سے اس پروجیکٹ کو کرانا چاہیں تو کرا سکتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مرکزی حکومت کے ہاں ------

○ **مسٹرارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ میں نے پوچھا ہے کہ نجی شعبہ کی ذرا وضاحت کی جائے۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب یہ نجی شعبہ ایک لفظ کا ترجمہ پوچھ رہا ہے۔ اب وہ اپنی علمی کمی کو یہاں پورا کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں مشورہ دیتا ہوں کہ وہ کسی اسکول سے یا تعلیم بالغان کے سینٹر سے اس کمی کو پورا کریں۔ (تالیاں)

○ **مسٹرارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ میں مولانا صاحب کی اس بات کا برا نہیں مانتا' میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پورا ہاؤس گواہی دے گا کہ اس وقت مجھے تعلیم بالغان کی ضرورت ہے یا حضرت صاحب کو (تالیاں)

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جو علم حاصل کرنے کی محتاج ہو انہیں ضرورت ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مولانا صاحب آپ سوال کے جواب کی طرف جائیں بجائے بحث کرنے کے---------- آپ اگلے سوال کا پوچھیں۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جواب انتہائی لمبا ہے اگر معزز رکن------

○ **مسٹرارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ یہ جواب بہت مختصر ہے۔ میرے خیال میں حضرت صاحب تعلیم بالغان کی ضرورت میں ہیں۔ یہ اگلے سوال میں چلے گئے ہیں۔ جناب میرا سوال نمبر۱۸۷ ہے۔ آپ سوال نمبر۱۸۸ پر چلے گئے ہیں۔

○ ☆ ۱۸۷ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

سال رواں کے دوران صوبہ بلوچستان کو وفاقی حکومت کی جانب سے سرکاری شعبہ میں ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) اور بیرونی ترقیاتی تعاون (ایف پی اے) کے مد میں کس قدر رقم فراہم کی گئی ہے نیز یہ رقم کن کن جاری اور نئے منظور شدہ ترقیاتی اسکیموں پر خرچ کی گئی، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** سال رواں کے دوران صوبہ بلوچستان کو وفاقی حکومت کی جانب سے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال ۹۱-۱۹۹۰ء کے لئے ۱۴۴/ کروڑ روپے کی رقم فراہم کی گئی جس میں ۱۲۴٫۵ کروڑ روپے پاکستانی روپے میں جبکہ ۱۷٫۵ کروڑ روپے کی غیرملکی امداد شامل ہے نیز یہ رقم ۴۴۵ جاری اسکیموں اور ۷۳ نئے اسکیموں پر خرچ کی جارہی ہے جس کی تفصیل سالانہ ترقیاتی پروگرام میں درج ہے جو اسمبلی لائبریری کی سیریل نمبر ۴۸۷۷ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ جہاں تک اسمبلی لائبریری کی بات آتی ہے تو وہاں پر بہت سارے موضوعات پر کتابیں ہیں۔ جناب اسپیکر۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ رقم کن کن جاری اور نئے منظور شدہ ترقیاتی اسکیموں پر خرچ کی گئی ہیں تفصیل سے آگاہ کریں۔ آپ تفصیل کیوں چھپا رہے ہیں۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** اس تفصیل کو بتانے کے لئے اے ڈی پی کا ایک پلندہ آپ کے سامنے پڑا ہے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** اے ڈی پی کے پلندہ بھی آپ نے لکھا ہے۔ لائبریری بھی---- اے ڈی پی کا پلندہ------(مداخلت)

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اسپیکر۔ جس طرح وزیر صاحب یہ بتا رہے ہی کہ اے ڈی پی کا پلندہ آپ لوگوں کے سامنے پڑا ہے۔ آیا آپ اس اے ڈی پی کی بات کر رہے ہیں جو کہ بلاک ایلوکیشن میں ہے؟ اس کی تفصیل میں آپ سے اسمبلی میں پوچھوں تو آپ بھی نہیں بتا سکتے یہ چیلنج ہے۔ اے ڈی پی جو بلاک ایلوکیشن میں ہے دوسری طرف وہ جاری اسکیموں کے نام یہاں پر دیتے ہیں۔ جاری اسکیمیں اس وقت دیئے جاتے ہیں جب کہ وہاں پر اے ڈی پی میں ان اسکیموں کے نام ہوں۔ میں ابھی محترم وزیر صاحب سے پوچھوں

کہ جو وہ بلاک ایلوکیشن دیئے ہیں اور جاری اسکیموں کے نام بتائیں تو میرے خیال میں میرے محترم وزیر یہاں وہ نام نہیں بتا سکیں گے کیونکہ وہ بلاک ایلوکیشن میں ہیں۔

○ **نواب محمد اسلم خان رئیسانی۔ (وزیر خزانہ۔** جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے ہیں معزز رکن کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ اے ڈی پی جس کو ایس ڈی پی بھی کہا جاتا ہے اور ایس ڈی پی یہ اسکیمز بالکل آئی ڈ-نٹیفائڈ (Identified) کچھ آن گوئنگ اور کچھ نئے لیکن یہ جو معزز رکن اسپیشل پرائیوریٹی پروگرام (Special Priovity Programme) کی بات کر رہے ہیں کل بھی میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ بجٹ کے بعد ہم اسکیمز Identify کریں گے حالانکہ ہم نے چار سیکٹرز پہلے ہی آئی ڈی ٹیفائی کئے ہوئے ہیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اسپیکر۔ اس سوال کا تعلق تو پی اینڈ ڈی سے تھا لیکن میرے محترم وزیر خزانہ صاحب نے اس کا جواب دے دیا۔ بڑی خوشی ہے کہ جواب آپ کی طرف سے آئے یا محترم پی اینڈ ڈی کے وزیر کی طرف سے آئے۔ جناب بلوچستان کے لوگوں کا کام ہو۔ یہاں پر بھی-------(مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مولانا عصمت اللہ صاحب آپ ذرا ہمایوں صاحب کو پوری بات کرنے دیں تا کہ آپ ان کا صحیح جواب دے سکیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جناب اسپیکر۔ میں نے اپنی بات ختم نہیں کی تھی کہ مولانا صاحب وہاں سے اٹھ گئے۔ پہلے مولانا صاحب میری بات سنیں اس کے بعد انہیں جو کچھ کہنا ہے وہ کہیں۔ میری یہ عرض ہے کہ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب نے کہا تھا کہ وہ جی بعد میں جس طرح ہم نے کہا تھا کہ وہ چار سیکٹروں میں ہم بعد میں دیں گے۔ کیا پہلے آپ یہ بجٹ اپرو (Approve) کریں گے اس کے بعد سکیٹر آپ دیں گے؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** اسکا میرے خیال میں آپ کو جواب مل گیا ہے۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** نہیں جی جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ---------

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب اسپیکر۔ معزز رکن یہ چاہتے ہیں کہ بلاک ایلوکیشن کے نام سے جو رقم رکھی گئی ہے یہ بلا جواز ہے اور اس بنیاد پر انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی حالانکہ یہ مسئلہ تحریک استحقاق کا نہیں ہوتا ہے۔ تحریک استحقاق معزز رکن کا بحیثیت اسمبلی ممبر حق ہوتا ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مولانا صاحب آپ سوال کی طرف آئیں تو بہتر ہوگا۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** میں سوال کی طرف آتا ہوں۔ جہاں تک سوال کا تعلق ہے تو میرے خیال میں پلاننگ کے اصولوں سے وہ پوری طرح سے ابھی تک آگاہ نہیں ہیں۔ بیلک وہ فنانس منسٹر رہے ہیں مگر وہ منسٹر پلاننگ نہیں رہ چکے ہیں۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ اگر میں پلاننگ کی اصولوں سے واقف نہیں ہوتا تو منسٹری اینڈ ڈی صاحب اس پلاننگ سے واقف ہوتے۔ پلاننگ بھی انگلش کا ایک لفظ ہے۔ وہ کتابیں نہیں ہیں کہ وہ سیکھ کر پلاننگ بنائیں۔ پلاننگ آپ بتائیں۔ اب تک آپ نے وہ پلاننگ نہیں بنایا ہے۔ بلاک ایلوکیشن ہے۔ جب پلاننگ بن جاتی ہے تب ایلوکیشن ہوتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ پلاننگ کس کو کہتے ہیں؟ آپ ڈیفائن (dfeine) کریں۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جواب کے لئے آپ مجھے ٹائم دے دیں۔ مہربانی۔

○ **میر ہمایوں خان مری۔** جی ہم تو--------(مداخلت)

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جناب اسپیکر۔ جہاں تک-------(مداخلت)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** جی مولانا صاحب فرمائیں۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جہاں تک سوال کا تعلق ہے معزز رکن اس بات سے ناراض ہیں کہ بلاک ایلوکیشن کے نام سے رقم کیوں رکھی گئی ہے؟ دراصل واقعہ یہ تھا کہ ایک ہوتا ہے ریگولر اے ڈی پی جو کہ ہر سال صوبائی لیول پر مرکزی حکومت کی تعاون سے بنتی ہے۔ اس سال کیونکہ ایوارڈ کا اعلان ہوا تھا۔ بلوچستان کے لئے ایوارڈ کے سلسلہ میں پیسہ آیا تھا اور یہ اعلان اور یہ فیصلہ--------

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** مولانا صاحب میرے خیال میں ادھر یہ سوال نہیں ہے۔ یہ ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۱ء ------(مداخلت)

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** جو کہ ہر سال صوبائی لیول پر مرکزی حکومت کی تعاون سے بنتی ہے۔ اس سال کیونکہ ایوارڈ کا اعلان ہوا تھا بلوچستان کے لئے ایوارڈ کے سلسلہ میں پیسہ آیا تھا۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر- مولانا صاحب یہاں سوال یہ نہیں-

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات- جناب اسپیکر یہی ان کا ضمنی سوال ہے مرکزی حکومت نے جب فیصلہ کیا تھا- ہم نے بجٹ پیش کرنا تھا تو وہ پیسہ جو کہ ڈیولپمنٹ سرچارج کے-----

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی- (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر- میرے خیال میں یہاں پر بات ڈیلولپمنٹ پروگرام کی یا فارن امداد پروجیکٹس کی بات ہے اور وہاں سے سوال بھی (اے- ڈی -پی) کے بارے میں ہے اور مولانا صاحب جواب بھی دے رہے ہیں میرے خیال اگر آپ ہدایت کریں رولنگ دیں یہ معاملہ نہ (اے- ڈی- پی) کا جو سوال ہے اس کا تعلق کسی اور بات سے ہیں یہاں ہمیں بتا دیا جائے کہ معزز رکن کیا پوچھ رہے ہیں اور مولانا صاحب کس سوال کا جواب دے رہے ہیں-

○ میر ہمایوں خان مری- جناب اسپیکر ہاشمی صاحب کا جواب بڑا (Relevant) ہے- ابھی یہاں میں (irrelevant) جارہا ہوں یا مولانا صاحب دونوں میں سے کونسا (irrelevant) جارہا ہے-

○ مسٹر ارجن داس بگٹی- جناب اسپیکر شاہ صاحب کی تجویز پر اتفاق کرتا ہوں جو کہہ رہا ہے کہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ مولانا صاحب کیا فرما رہے ہیں-

○ جناب ڈپٹی اسپیکر- اگلا سوال

○ ☆ ۱۸۸ مسٹر ارجن داس بگٹی- کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیاتی از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

وفاقی حکومت کی جانب سے صوبہ بلوچستان میں ضلع وار کن کن ترقیاتی اسکیموں پر کام جاری ہے اور کون سے نئے منصوبے زیر غور ہیں- تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات- وفاقی حکومت کے تعاون سے جاری منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے-

منصوبے کا نام	تخمینہ لاگت ملین میں	ضلع کا نام۔
۱۔ گرڈ اسٹیشن ٹرانسمیشن لائن	۱۲۳٫۰۰۰	گوادر
۲۔ ۴۵ میگاواٹ ڈیزل بجلی گھر	۹۵۵٫۰۰۰	نصیرآباد' سبی' کوئٹہ
۳۔ دوسری ۳۲ کے وی لائن	۱۳٫۰۰	کوئٹہ' پشین" لورالائی' سبی' قلات
۴۔ تعمیر برائے رہائشی وغیرہ رہائشی عمارات	۰٫۵۰۰	لورالائی' قلاب' سبی' نصیرآباد
۵۔ فراہمی جنرل کنکشن	۰٫۵۰۰	بلوچستان کے مختلف علاقوں میں
۶۔ فراہمی برائے صنعتی کنکشن	۰٫۵۰۰	" "
۷۔ فراہمی برائے زرعی صارفین کے لئے کنکشن	۱۲٫۴۰۰	کوئٹہ' قلات' سبی' لورالائی' نصیرآباد
۸۔ نئے ایچ۔ ٹی فیڈر اور ایل ٹی لائن	۵۸٫۳۱۰	" "
۹۔ دیہی بجلی رسائی	۰٫۵۰۰	بلوچستان کے مختلف علاقوں میں
۱۰۔ شہری بجلی رسائی برائے صنعت	۱٫۱۷	" "
۱۱۔ دیہی بجلی رسائی برائے صنعت	۶٫۹۵۰	کوئٹہ' قلات' سبی' لورالائی اور نصیرآباد
۱۲۔ نئے ایچ ٹی اور ایل ٹی دیہی علاقوں کے لئے	۳۲٫۰۸۰	" "
۱۳۔ موجودہ فیڈر کی تجدید اور دوبارہ تنصیب	۲۳٫۸۹۰	ضلع لسبیلہ
۱۴۔ کراچی الیکٹرک سپلائی سے بجلی کی فراہمی	۰٫۵۰۰	کوئٹہ' قلات' سبی' لورالائی' نصیرآباد
۱۵۔ شہری بجلی رسائی	۴٫۲۵۰	بلوچستان کے مختلف علاقوں میں
۱۶۔ کنکشن برائے زرعی علاقہ جات		
تعلیم اور ٹریننگ		
۱۔ کیڈٹ کالج مستونگ	۷۷٫۱۵۱	مستونگ
۲۔ بلوچستان انجینئرنگ کالج خضدار	۲۹۲٫۱۳۵	خضدار

معدنیات (جاری منصوبہ جات)

معدنیات کے شعبے میں دو منصوبہ زیر تکمیل ہیں۔

۱۔	سینڈک کا مربوط معدنی منصوبہ	۶۰۰۱٫۰۰۰	چاغی
۲۔	سورینج ڈیگاری کول فیلڈ کی ترقی	۳۱٫۳۶۵	سورینج ڈیگاری

گیس

گیس کے شعبے میں سات منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔	اوچ گیس فیلڈ پروجیکٹ دوئم مرحلہ کی تحقیقات	۲۷٫۴۳۶	ڈیرہ بگٹی ایجنسی
۲۔	لوٹی گیس فیلڈ ترقیاتی منصوبہ مرحلہ دوئم	۴۱۵٫۰۰۰	" "
۳۔	پیرکوہ گیس فیلڈ مرحلہ دوئم	۱۷۵۴٫۵۹۴	" "
۴۔	پیرکوہ گیس فیلڈ مرحلہ سوئم	۴۲۳۶٫۳۰۰	" "
۵۔	کوئٹہ میں قدرتی گیس کی تقسیم کا توسیع منصوبہ	۲۰۷٫۵۹۶	کوئٹہ' سبی' ڈیرہ مراد جمالی جھٹ پٹ' نل پٹ' ڈھاڈر مچھ' کولپور اور جیکب آباد
۶۔	سوئی فیلڈ کے دیہاتوں میں قدرتی گیس کا تقسیم کا منصوبہ	۴٫۷۹۳	ڈیرہ بگٹی
۷۔	ڈیرہ بگٹی میں قدرتی گیس کی تقسیم کا منصوبہ	۹٫۷۱۹	" "

شاہرات

شاہرات کے منصوبے میں چار منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔	ڈیرہ اسماعیل خان کچلاک روڈ کی تعمیر بہتر بنانا	۲۷۴٫۰۹۰	ڈیرہ اسماعیل خان سے کچلاک
۲۔	تفتان' نوکنڈی روڈ کو بہتر بنانا	۳۹٫۰۰۰	کوئٹہ تفتان
۳۔	حب' بیلہ' کراڈ روڈ کی توسیع کوئٹہ	۵۵٫۶۷۷	آر۔ سی۔ ڈی ہائی وے
۴۔	شاہراہ کراچی (مرمت برائے ۳۲۵ کلومیٹر)	۲۷٫۴۹۹	
۵۔	کوئٹہ چمن روڈ مرمت برائے ۸ کلومیٹر	۸٫۶۳۲	کوئٹہ' چمن
۶۔	سبی' کوئٹہ سڑک (مرمت برائے ۱۵ کلومیٹر)	۱۰٫۷۶۸	سبی' کوئٹہ

۷۔ کوئٹہ تفتان روڈ (مرمت برائے ۴۰ کلومیٹر)	۳۸٫۷۲۸	کوئٹہ تفتان

ٹیلی فون و ٹیلی گرام

اس محکمے میں کل ۱۳ منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں ٹیلی فون ایکسچینج کی تنصیب	۳۳٫۵۸۸	بلوچستان کے مختلف علاقوں میں
۲۔ بلوچستان کے دیہی علاقوں میں دی ایچ ایف پبلک کال آفس کھولنا	۱۱٫۶۳۰	" "
۳۔ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں خودکار ٹیلیفون ایکسچینج کی تنصیب	۳۷٫۸۳۰	" "
۴۔ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں ٹیلیفون و ٹیلیگراف عمارات کے لئے زمین کی فراہمی	۹٫۸۷۸	" " " "
۵۔ تعمیر برائے آفس بلاک، ٹیلی فون ایکسچینج اور سٹاف کوارٹر	۵٫۶۰۰	اوستہ محمد
۶۔ تعمیر برائے عمارت مواصلات، چار دیواری اور سٹاف کوارٹر	۲٫۵۰۳	پشین
۷۔ تعمیر برائے عمارت مواصلات چار دیواری جنیرٹر روم اور اسٹاف کوارٹر	۳٫۰۷۰	پنجگور
۸۔ تعمیر برائے دو عدد کوارٹر	۱٫۰۷۲	خاران
۹۔ تعمیر برائے عمارت مواصلات اور سٹاف کوارٹر	۴۹٫۳۰۰	بلوچستان کے مختلف علاقوں میں
۱۰۔ تعمیر برائے عمارت مواصلات چار دیواری رجنیریٹر روم اور اسٹاف کوارٹر	۱۰٫۲۲۴	تربت
۱۱۔ تعمیر برائے چھوٹا ایکسچینج چار دیواری اور اسٹاف کوارٹر	۲٫۶۳۰	کوہلو
۱۲۔ تعمیر برائے چھوٹا ایکسچینج	۲٫۱۳۶	دالبندین
۱۳۔ تعمیر برائے ڈی ٹی او آفس بلاک و چار دیواری اور اسٹاف کوارٹر	۱۰٫۱۹۳	خضدار

ریلوے پورٹ شپنگ

ان محکموں میں کل چھ منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔ فش ہاربر کم منی پورٹ کا منصوبہ گوادر میں	۸۹۹۶۷۰۰	گوادر
۲۔ پاکستان ریلوے پلوں کی تعمیر کا منصوبہ	۴۰۷۰۹	ریلوے سیکشن صوبہ بلوچستان
۳۔ پاکستان ریلوے سول انجینئرنگ ورکس	۰۰۷۳	سبی کوئٹہ سیکشن
۴۔ پاکستان ریلوے لائن کی گنجائش کا منصوبہ	۲۰۵۲۲	" "
۵۔ پاکستان ریلوے میں سگنلوں کی ترقی کا منصوبہ	۸۰۰۹۰	" "
۶۔ پاکستان ریلوے میں ڈیزل انجن دیکھ بھال ترجیحات اور واشنگ لائن کا منصوبہ	۸۰۷۸۱	کوئٹہ

سول ایسوسی ایشن اتھارٹی

اس محکمے میں تین منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔ بنیادی ایئرپورٹ و ترجیحات کا قیام	۳۰۰۰۵۰	اورماڑہ
۲۔ کوئٹہ رن روے کی ریکارپٹینگ	۱۸۰۱۰۰	کوئٹہ
۳۔ کوئٹہ میں رن وے کی روشنی کے نظام کی تنصیب	۵۰۸۳۸	" "

ابلاغ عامہ

اس محکمے میں چار منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔ ژوب میں ۱۰ کلوواٹ میڈیم ریڈیو براڈ کاسٹنگ کی تعمیر	۲۱۰۸۶۹	ژوب
۲۔ لورالائی میں ۱۰ کلوواٹ میڈیم ریڈیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس کی تعمیر	۲۱۰۹۹۹	لورالائی
۳۔ کوئٹہ اور قلات کا ایچ ایس ایف رابطہ	۲۱۰۵۹۰	کوئٹہ قلات
۴۔ کوئٹہ اور خازہ بند کا ایچ ایس ایف کا رابطہ	۱۸۰۷۰۵	کوئٹہ

سائنس و ٹیکنالوجی

اس میں ایک منصوبہ زیر تکمیل ہے۔

۱۔ سائنسی و صنعتی تحقیق کے لئے لیبارٹریز کا قیام	۵۵،۴۹۰	کوئٹہ

محکمہ صحت

اس محکمہ میں ایک منصوبہ زیر تکمیل ہے۔

۱۔ بولان میڈیکل کالج کمپلیکس	۱۰۲۱،۳۸۴	کوئٹہ

خوراک و زراعت

اس محکمے میں دو منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔ فصلوں کی بحالی اور کٹائی کا انتظام (گوداموں کی مرمت)	۱۱،۴۳۰	بلوچستان کے مختلف علاقوں میں
۲۔ بارانی زرعی تحقیق اور ترقی کا منصوبہ	۱،۸۸۶	کوئٹہ

فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ

اس محکمے میں (۲۰) منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔ کوئٹہ میں مرکزی حکومت کے ملازمین کیلئے ۲۵۰ کوارٹرز کی تعمیر	۳۸،۱۷۴	کوئٹہ
۲۔ پاکستان آڈٹ ڈیپارٹمنٹ کیلئے رہائشی مکانات کی تعمیر	۹،۸۹۴	" "
۳۔ ایف آئی اے کے لئے آفس بلاک کی تعمیر	۴،۰۲۲	" "
۴۔ ایف آئی اے کیلئے رہائشی مکانات کی تعمیر	۹،۶۳۳	" "
۵۔ پسنی جیونی اور کمپ میں کوسٹ گارڈ کے لئے کوارٹر کی تعمیر	۹،۶۳۳	" "
۶۔ سول ڈیفنس اسکول کی تعمیر	۹،۸۶۰	کوئٹہ
۷۔ سروے آف پاکستان کی رہائشی کالونی	۳،۴۰۶	" "

میں ٹیوب ویل کی تنصیب		
۸۔ زیارت بالینڈے ہوم کی تعمیر	۳،۳۴۷	زیارت
۹۔ شعبہ پلانٹ پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے ایک نئے آؤٹ پوسٹ کی تعمیر	۶،۲۲۴	کوئٹہ
۱۰۔ جیالوجیکل سروے آف پاکستان کے لئے رہائشی مکانات کی تعمیر	۹،۰۳۰	کوئٹہ
۱۱۔ جیالوجیکل سروے آف پاکستان کے لئے آر۔ سی۔ سی۔ اسٹور آفس کی تعمیر	۱،۳۵۰	" "
۱۲۔ پاکستان کسٹم کے لئے رہائشی مکانات کی تعمیر	۱،۵۱۳	" "
۱۳۔ گڈانی میں کسٹم ہاؤس کی تعمیر	۹،۳۱۱	گڈانی
۱۴۔ بلوچستان میں مختلف مقامات پر ۲۲ لیویز تھانوں کی تعمیر	۲۲،۹۷۱	بلوچستان کے مختلف علاقوں میں
۱۵۔ بلوچستان میں سی اے ایف کے رہائشی مکانات کی تعمیر	۲۲۵،۰۲۰	" "
۱۶۔ مند میں فرنٹیئر کراپس ہیڈ کوارٹر کی تعمیر	۹،۸۹۰	مند
۱۷۔ پنجگور میں فرنٹیر کراپس ہیڈ کوارٹر کی تعمیر	۸،۹۶۰	پنجگور
۱۸۔ ہوشاب میں فرنٹیر کراپس کمپنی ہیڈ کوارٹر کی تعمیر	۵،۹۳۰	ہوشاب
۱۹۔ بیلہ میں ونگ ہیڈ کوارٹر کی تعمیر	۹،۸۹۰	بیلہ
۲۰۔ پشین میں خواتین کیلئے دستکاری کے اسکول کی تعمیر	۳،۰۵۸	پشین

محکمہ موسمیات

اس محکمے میں دو منصوبے زیر تکمیل ہیں۔

۱۔ پنجگور اور اورماڑہ تربت میں موسمیاتی	۵،۸۱۷	پنجگور اورماڑہ تربت

اسٹیشن کا قیام		
۲۔ جیوفزیکل سینٹر کیلئے رہائشی مکانات کی تعمیر	۳،۲۸۷	کوئٹہ

محکمہ ڈاک

اس محکمے میں ۱۰ منصوبے زیر تعمیر ہیں۔

۱۔ پوسٹ ماسٹر جنرل بلوچستان کے دفتر کی تعمیر اور زمین کی خریداری	۴،۳۵۷	کوئٹہ
۲۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر پوسٹل لائف انشورنس کے دفتر کے لئے زمین کی خریداری	۱،۴۰۷	" "
۳۔ اسٹاف کوارٹر کیلئے زمین کی خریداری	۳،۴۶۰	" "
۴۔ ۲۰ کوارٹر (درجہ بندی پنجم) کی تعمیر	۴،۴۵۰	کوئٹہ
۵۔ ۲۰ کوارٹر (درجہ بندی ششم) کی تعمیر	۴،۰۰۰	" "
۶۔ اسٹاف کوارٹر کی تعمیر	۲،۲۸۰	کوئٹہ، نوکنڈی، لاگشت
۷۔ سمیہ، تمپ، گنداوا، لہڑی اور کولواہ میں پوسٹ آفس کی تعمیر	۳،۶۳۶	خضدار، مکران، نصیر آباد
۸۔ کولپور، ڈھاڈر، حب چوکی، سبی تربت اور لہڑی و لورالائی میں اسٹاف کوارٹر کی تعمیر	۳،۰۳۸	کوئٹہ اور مکران
۹۔ موسیٰ خیل، ممکی اور میانی پچ میں پوسٹ آفس کی تعمیر۔	۲،۲۵۱	خضدار، مکران، کوئٹہ
۱۰۔ کچلاک، سرانان رکھنی اور شاہرگ میں پوسٹ آفس اور رہائشی کوارٹرز کی تعمیر	۲،۳۷۲	کوئٹہ، سبی

پانی

پٹ فیڈر کینال توسیعی منصوبہ	۳،۰۶۷	نصیر آباد

مرکزی حکومت کے تعاون سے بلوچستان میں
چتنے نئے منصوبے زیر غور ہیں۔

۱۔	ٹڈی دل کے خلاف آؤٹ پوسٹوں کی تعمیر	۱،۲۵۰	کوئٹہ
۲۔	ڈ ھندور میں لیڈ اور زنک کی اول فزیبلٹی سٹڈی	۱۷،۲۶۵	لسبیلہ
۳۔	میرانی ڈیم کی پروجیکٹ پلاننگ سٹڈی	۲۵،۰۰۰	تربت
۴۔	چاروں صوبوں میں سیلاب کی روک تھام	۵۰،۰۰۰	جو اضلاع سیلاب کی زد میں آئیں گے۔
۵۔	چاروں صوبوں کے دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی	۲۲۵۰،۰۰	وہ اضلاع جس کی صوبائی حکومت منظور دے گی۔
۶۔	۲۲۰ کے وی گڈو سبی ٹرانسمیشن لائن	۴۸۳،۰۰	سبی
۷۔	بجلی کی فراہمی بذریعہ ڈیزل انجن ھا	۱۷،۰۰	اضلاع کا تعین صوبائی حکومت کرے گی۔
۸۔	بلوچستان میں کوئلہ کے ذخیرہ کا مطالعہ	۳،۹۰	" "
۹۔	کوئٹہ پائپ لائن کمپریشن پروجیکٹ	۲۵۲،۰۰	کوئٹہ
۱۰۔	مستونگ، یارو اور کچلاک کو گیس کی فراہمی	۱۱۵،۰۰	قلات پشین کوئٹہ
۱۱۔	گوادر مچھلی بندر کی تعمیر	۱۳۵،۰۰	گوادر
۱۲۔	تعمیر شارع (این - ۵۰) ڈیرہ اسماعیل خان کچلاک	۶۰،۰۰۰	کوئٹہ، قلعہ سیف اللہ، ژوب
۱۳۔	کوئٹہ تفتان شارع (این - ۴۰) کی بہتری	۶۵،۹۵۰	کوئٹہ، قلات، چاغی
۱۴۔	بیلہ، خضدار سیکشن شارع (این - ۶۵) کی بہتری	۲۹۰۰	خضدار، لسبیلہ
۱۵۔	کوئٹہ، سبی سیکشن شارع (این ۶۵) کی مرمت	۲،۰۰	کوئٹہ، کچھی، سبی
۱۶۔	فراہمی / ۳۰۰۰ کارڈ فون برائے ہر چار صوبہ جات	۵۵،۰۰	جہاں صوبائی حکومت چاہے گی
۱۷۔	ٹیلی کیو نیکشن سسٹم برائے انڈسٹریل اسٹیٹ کوئٹہ	۷،۶۰	کوئٹہ
۱۸۔	چاروں صوبوں میں فیڈرل گورنمنٹ کے ملازمین کے لئے رہائشی مکانوں کی تعمیر	۱۵،۰۰	" "
۱۹۔	متذکرہ بالا اسکیم کے لئے سریاب روڈ پر پچاس ایکڑ کی فراہمی	۱۲،۵۰	" "

۲۰-	محکمہ کسٹم کے ملازمین کے لئے کوئٹہ ملازمین کے لئے کوئٹہ میں رہائشی سہولت	۰٫۲۵	" "
۲۱-	بلوچستان یونیورسٹی میں گرلز ہاسٹل کی تعمیر	۱٫۱۳۹	" "
۲۲-	جامع ترقیاتی پروگرام برائے بلوچستان یونیورسٹی	۸٫۵۰	کوئٹہ
۲۳-	شعبہ فزکس بلوچستان یونیورسٹی میں تحقیق و تربیت	۰٫۵۰	" "
۲۴-	بلوچستان یونیورسٹی کے شعبہ معدنیات کے لئے ترقیاتی پروگرام	۱٫۵۰	" "
۲۵-	بلوچستان میں سائنسی و صنعتی ترقی کے لئے لیبارٹری کا قیام	۲٫۵۰۰	" "
۲۶-	گوادر میں سمندری تحقیق کے لئے سب اسٹیشن کا قیام	۰٫۳۶۵	" "
۲۷-	نیوکلیر میڈیکل سنٹر بمقام کوئٹہ	۱۴٫۰۰	" "
۲۸-	دس (کے ڈبلیو- ایم- ڈبلیو) ٹرانسمیشن اور براڈ کاسٹنگ ہاؤس ژوب	۲٫۳۵۳	ژوب
۲۹-	ٹرانسمیشن اور براڈ کاسٹنگ' لورالائی	۰٫۵۲۸	لورالائی
۳۰-	تعمیر یوتھ ہاسٹل	۰٫۳۷۵	کوئٹہ

مسٹر ارجن داس بگٹی- جناب اسپیکر میرا ضمنی سوال ہے جو مولانا صاحب ہمارے دوست رہے ہیں- میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نئے منصوبے کون کون سے دے رہے ہیں-

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات-** جناب اسپیکر معزز رکن نے سوال کیا تھا ان منصوبوں کے بارے میں جو کہ فیڈرل گورنمنٹ نے پلاننگ کی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہیں یہ جیسے کہ وہ بہتر جانتے ہوں گے کہ فیڈرل حکومت کی طرف انسپکٹر جنرل ہوتا ہے- وہ اس کی نگرانی کرتے ہیں- یہ بلوچستان کی حکومت کی پلاننگ نہیں ہے اس سلسلے میں اگر وہ مزید معلومات کرنا چاہتے ہیں- ہمیں مہلت دیں- اگر اتفاق کرنا چاہتے ہیں تو نئے منصوبے جو کہ زیر غور ہے ان کی بھی تفصیل جواب میں زیر غور ہے- لیکن معزز رکن کی عادت ہے- وہ سوال آگہی کے لئے نہیں کرتے- بلکہ بحث کے لئے کرتا ہے-

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ مولانا صاحب جواب دینے سے زیادہ بحث و تخصیص کی ان میں عادت ہے۔ میں گذارش کروں گا جناب اسپیکر کہ میں نے سوال کیا تھا کہ صوبہ بلوچستان میں ضلع وار کن کن ترقیاتی پروگرام پر کام جاری ہے۔ دوسرا یہ میرا حق ہے کہ میں پوچھو کہ نئے منصوبے کون کون سے زیر غور ہیں تاکہ ہم آپ کے گن گائیں؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** جناب ارجن داس آپ اپنی ضمنی سوال پوچھیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر میرا ضمنی سوال ہے کہ ہم آپ کے یہاں بھی گن گائیں باہر جاکر بھی ڈھول بجائیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ارجن داس صاحب آپ نشاندہی کرائیں کہ کس قسم کے منصوبے۔

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** نئے منصوبے جو کہ زیر غور ہیں ان کی تفصیل بھی جواب میں درج ہے۔ معزز رکن ذرا پڑھ لیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب مولانا صاحب نے منصوبے میں سے ایک کا حوالہ آپ مجھے دیجئے۔ میں اپنا سوال Surrender کرتا ہوں۔ یہ جتنے بھی صفحات ہیں آپ نے کہاں درج کئے ہیں کہ یہ نئے منصوبے یا پرانے؟

○ **وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔** یہ ضلع وار ہے آپ ذرا ورق الٹائیں تو آپ کو نظر آئے گا۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب میرے خیال میں آپ نے لکھا نہیں نئے منصوبوں کے بارے میں شائد تدریسی کیفیت کچھ کم ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال

وزیر خزانہ جناب اسپیکر وزیر بلدیات چھٹی پر ہے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں اگر انہوں نے کوئی اینٹ وغیرہ پھینکنا ہے تو --------- (مداخلت)

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر نواب صاحب کیا فرما رہے ہیں دور بیٹھے ہیں ان کی آواز

سنائی نہیں دیتی۔

○ **وزیر خزانہ۔** جناب اسپیکر میں نے آپ کے توسط سے عرض کیا کہ وزیر بلدیات موجود نہیں۔ اگر انہوں نے وہاں سے کوئی اینٹ مینٹ پھینکی ہے تو میں حاضر ہوں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال کنندہ بھی موجود نہیں ہے۔

○ **وزیر خزانہ۔** جناب اسپیکر پھر ان سوالات کو موخر کریں؟

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب اسپیکر میرے بھی سوالات ہیں وزیر بلدیات سے متعلق نواب صاحب کا میرے سوالات کے بارے میں کیا خیال ہے۔

○ **وزیر خزانہ۔** جناب اگر آپ چاہتے ہیں جو لکھے ہوئے جوابات ہے میں ان کو پڑھ لیتا ہوں۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** نہیں جی لکھے ہوئے میں نے بھی پڑھ لئے ہیں کیا آپ ہمیں مطمئن کریں گے۔ نہیں تو ہم انتظار کریں گے۔ متعلقہ وزیر کے آنے تک۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ظہور حسین خان کھوسہ آپ کے اپنے سوالات کے بارے میں کیا خیال ہے۔

○ **میر ظہور حسین خان کھوسہ۔** جناب اسپیکر۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر کے آنے تک موخر کیا جائے۔ تاکہ صحیح جوابات مل سکیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ڈاکٹر کلیم اللہ خان صاحب آپ کیا رائے دیں گے کیونکہ وزیر بلدیات سے متعلق آپ کے بھی سوالات ہیں۔

○ **کلیم اللہ خان۔** جناب اسپیکر۔ میرے سوال تو بہت اہم ہیں۔ لیکن اگر موخر کیا تو اس سیشن میں ہوں گے یا آئندہ سیشن میں؟ اگر اسی سیشن میں کسی اور دن رکھ لیں تو ٹھیک ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** کوشش کریں اسی سیشن میں رکھ دیں۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب اسپیکر آپ کی رولنگ کی ضرورت ہے آئندہ سیشن کے لئے ہم اپنے سوالات موخر نہیں کریں گے۔ البتہ اسی سیشن کے دوران کسی اور دن رکھ دیں بصورت دیگر ہم اپنے

سوالات ابھی کریں گے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** اسی سیشن میں ۲۰ جون کو رکھ دیتے ہیں۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب اسپیکر ۲۰ جون آپ رکھ رہے ہیں پھر بعد میں کوئی Technicality ٹیکنیکل بیچ میں لائیں گے کہیں گے کہ قائدایوان اور فنانس منسٹر صاحب کی تقاریر ہیں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** پھراس طرح کرتے ہیں کہ ۱۹ جون کو رکھ لیتے ہیں۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** ٹھیک ہے جناب اسپیکر۔

(رخصت کی درخواستیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ اب سیکریٹری اسمبلی چند اعلانات پڑھ کر سنائیں گے۔

○ **محمد حسن شاہ۔سیکریٹری اسمبلی۔** سردار ثناء اللہ خان مری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ضروری کام سے اسلام آباد جارہے ہیں اس سلسلے میں ۱۷ جون اور ۱۸ جون تک مصروف رہیں گے۔ اس دوران اجلاس سے انہیں رخصت دی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی۔ میرجان محمد خان جمالی صاحب نے درخواست بھیجی ہے۔ اپنی چھٹی میں دو یوم کی توسیع کرنے کی لہٰذا انہیں ۱۷ اور ۱۸ جون کی رخصت دی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

○ **سیکریٹری اسمبلی۔** میرعبدالکریم نوشیروانی صاحب نے درخواست بھیجی ہے کہ وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے ۱۷ اور ۱۸ جون کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے لہٰذا انہیں دو یوم کی رخصت دی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی۔ میرباز محمد خان کھیتران صاحب نے درخواست بھیجی ہے کہ وہ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے لہٰذا انہیں آج یوم کی رخصت دی جائے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** سوال یہ ہے آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

بجٹ پر عام بحث

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ جناب عبدالحمید خان سے گذارش ہے کہ وہ اپنی بجٹ تقریر کریں۔

○ **مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔** جناب اسپیکر صاحب محترم لیڈر آف دی ہاؤس محترم لیڈر آف دی اپوزیشن اور محترم معزز اراکین اسمبلی۔ روایت یہ ہے کہ ہر پارٹی کے پارلیمانی لیڈر بجٹ پر کچھ نہ کچھ ہمیشہ کی طرح اس روایت کو برقرار رکھتے ہیں لہٰذا ہم بھی کچھ ابزرویشنز Observation اور کچھ ریزرویشنز Reservation اس ہاؤس کی خدمت میں پیش کریں گے ان گذارشات کے ساتھ اور اس امید کے ساتھ کہ اس پر عمل درآمد ہوگا اور ان گذارشات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا اور بجٹ میں اس کے لئے گنجائش رکھی جائے گی۔

جناب عالی اس دفعہ دوسرے بجٹوں کے مقابلے میں اس بجٹ میں ایک نئی بات یہ سامنے آئی کہ کچھ تو گیس رائلٹی سرچارج این ایف سی ایوارڈ وغیرہ اس قسم کی چیزوں کا اعلان کیا گیا اور یہ بجٹ اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ پانی کی تقسیم کے معاہدے سے بلوچستان کو جو فائدے پہنچتے ہیں اس کے بھی بلند بانگ دعوے کئے گئے اور اس کے علاوہ اس بجٹ کی ایک اہم بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے قومی شاہراوں کے لئے رقم کا وعدہ کیا ہے حالانکہ یہ ذمہ داری پروانشل گورنمنٹ کی ہوگی اور اس کے علاوہ سینڈک اور گوادر کو ترقی دینے کا وعدہ ان سب باتوں کے علاوہ ہے۔

جناب عالی میں یہاں پر یہ گذارش کروں گا کہ میرے اپنے علاقے کے عوام کے ساتھ جن کے ووٹوں سے میں یہاں آیا ہوں اور تمام پشتون علاقے کے ووٹرز کے ساتھ یہ بڑی ناانصافی ہوگی اگر اس بات کو یہاں منظر عام

پر نہ لاؤں کہ ان ایوارڈز سے پشتون علاقوں کو کیا کیا فائدہ پہنچ رہا ہے اور کیا فائدہ پہنچنے کا احتمال ہے پانی کی تقسیم کا جہاں تک تعلق ہے میں سمجھتا ہوں تو اسے یہاں بلوچستان کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے نہ اسے کوئی فائدہ پہنچے گا اور نہ کوئی فائدہ پہنچنے کا احتمال ہے کہ ہم چھ ہزار فٹ کی بلندی پر رہتے ہیں اور یہ سی لیول Sea Level کی باتیں کر رہے ہیں اس سلسلہ میں البتہ ہمارے بلوچستان کے بعض پشتونوں کو یہ شکایت ہے کہ پشتون کے حوالے سے یہ سارا پانی پشتونوں کا حق ہے ان کی ملکیت ہے جہاں سے یہ پانی آتا ہے یہ سارا وطن پشتونوں کا ہے اور وقت کے حساب سے یہ پانی ہمارا ہے اور اس میں پشتونوں کی طرف سے یہ شکایت کی جاتی ہے یہ یہاں کے پشتونوں کا زیادہ تعلق نہیں ہے زیادہ تر پشاور کے پشتون یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے ہمارے بہت سارے علاقے رہ گئے ہیں بہرحال یہ پانی کی تقسیم کی بات ہے مگر جہاں تک کے پشتونوں کا تعلق ہے ان کو براہ راست اس معاہدے یا اس ایوارڈ سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے رہی ساری وقت کی بات اس کا تعلق پشاور سے ہے اور میرے خیال میں۔

They will take care of the related proflews. جہاں تک گیس رائلٹی سرچارج اور این' ایف' سی ایوارڈ کا تعلق ہے اس سے البتہ اس میں ہم بھی شریک ہیں اور جس طریقے سے یہ بجٹ بنایا گیا سارا خرچ وغیرہ نکال کر دو سو پندرہ کروڑ روپے کی بچت ہے اور دو سو پندرہ کروڑ روپے میں یہاں پر تو حساب کا ہیر پھیر ہے کوئی ایک سو گیارہ کروڑ روپے شاید ایس "ڈی" پی اسپیشل فنڈز وغیرہ نکال کر کل ایک سو چار کروڑ روپے بچتے ہیں تو جس کا حزب اختلاف نے کافی سیریس نوٹس لیا ہے اور جس کی مولانا صاحب نے میرے خیال میں کوئی بریک اپ بھی نہیں دیا کہ ان چیزوں کو میرے خیال میں حزب اختلاف حق بجانب ہے کہ اس کی بریک اپ ہونی چاہئے ہمارے اپنے ابزرویشنز یہ ہے کہ یہ بریک اپ دینی چاہئے تھیں مگر شاید ٹریژری بنچز کی یہ بات بھی حق بجانب ہو کہ یہ ایوارڈ ذرا دیر سے ملا اور ان کو یہ وقت نہیں ملا کہ وہ ان منصوبوں کو وقت پر بنا کر فیزبلٹی رپورٹ تیار کرکے اور اس کو سیٹ کریں جہاں تک قومی شاہراوں کا تعلق ہے اس میں بھی پشتون علاقوں کو کچھ حق تو دیا گیا ہے مگر ناکافی سینڈک اور گوادر کو ترقی دینے کا وعدہ یہ ہم نے اپنے لیڈر آف دی ہاؤس کی خدمت میں پہلے عرض کیا تھا کہ جب آپ اسلام آباد جاتے ہیں آپ پریس کانفرنس کرتے ہیں وہاں پتہ نہیں کیوں اور ان کو پشتون بھول جاتے ہیں اور کوئی قابل ذکر منصوبہ پشتون علاقے سے وزیراعلیٰ صاحب نے کبھی بھی نہ اس کا اسلام آباد میں ذکر کیا ہے کہ پشتون علاقوں میں بھی قابل ذکر منصوبہ بنایا جائے جہاں تک اس بجٹ کو ہمیشہ and lop sided

One Sided

کہتے رہے اور اس وجہ سے Lop Sided کہتے رہے کہ سارے پشتون علاقے میں یہ بات میں ہاؤس کو نوٹ کروانا چاہوں گا کو سارے پشتون علاقے میں کوئی بھی ایک بڑا پروجیکٹ کبھی بھی بلوچستان گورنمنٹ اور یہاں کی بیورو کریسی کو نہیں ملا لیکن ابھی آپ یہاں کے جتنے بھی پروجیکٹ ہیں بلوچ ایریا میں ہیں بلوچ ریا پروجیکٹ سینڈک میرانی ڈیم' پٹ فیڈر' مکران پروجیکٹ' ساحلی شاہراہیں' پسنی گوادر پروجیکٹ' حب کا صنعتی علاقہ اس کے مقابلے میں کوئی بھی یہاں خصوصاً وہ حضرات جو یہاں پر یہ بولتے ہیں کہ ہم پشتونوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں وہ یہ بتلائیں کہ ان پروجیکٹس کے مقابلے میں کوئی بھی قابل ذکر پروجیکٹ پشتون ایریا میں چل رہا ہو جناب عالی بیان میرے خیال میں اس بات کی وضاحت کروں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور یہ بلوچستان کی تاریخ میں اس طرح سے کیوں ہوتا رہا ہے کیوں ان پروجیکٹس کے بارے میں ہمیں ہم قطعاً" تعصب کی نگاہ سے ان پروجیکٹ کو نہیں دیکھتے اور جب ہم بلوچ ایریا میں ان پروجیکٹ کی بات کرتے ہیں تو قطعاً" تعصب کے نقطہ نظر نہیں ہوتا ہم تعصب کی نگاہ سے ان چیزوں کو نہیں دیکھتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان پروجیکٹ پر کافی محنت کی گئی ہے جیسا کہ ابھی ہمارے دوستوں نے کہا اس پر بڑی فیز بلیٹی اسٹڈی ہوئی ہے اور انٹرنیشنل معاہدے ہوئے ہیں کئی چیزیں ہوئی ہیں ہم اس کو آن وے نہیں کرتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ آخر اتنے بڑے بڑے پروجیکٹس اربوں روپے کے پروجیکٹس اگر بلوچ علاقوں میں بن سکتے ہیں تو پشتون علاقوں میں اس کے مقابلے میں کوئی تو پروجیکٹ ہو ہم اس صوبے میں پشتون اور بلوچ یہاں دو بڑی قومیں ہیں اور ہم ہمیشہ چاہتے رہے ہیں کہ وہ برادرانہ اور دوستانہ طریقے سے اس صوبے میں زندگی گذاریں ہم نے کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ ہم کوئی بھی ایسا نقطہ اٹھائیں جس سے نفرت ابھرے اور ہمارے برادرانہ تاریخی رشتوں میں کوئی رکاوٹ ہو مگر ایک بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ برادرانہ رشتوں کے لئے بھی یہ جو پروجیکٹس یہ جو پیسے جو فنڈز جو بجٹ تقسیم ہوتے ہیں یہی بنیاد بنتی ہے برادرانہ رشتوں کی میں اور آپ ان چیزوں کا خیال نہیں رکھیں گے تو پھر یہ برادرانہ رشتے میں یہ عرض کروں گا کہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکیں گے ہم نے کبھی اس سلسلے میں بڑے عجیب قسم کے روایتی انداز میں لوگوں کے

--------(مداخلت)

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ ۹۲-۱۹۹۱ء بجٹ کے سلسلے میں بحث ہے اور معزز رکن اس سے قبل گذشتہ سالوں کے بجٹ کے بارے میں بحث کر رہا ہے اگر اس سلسلے میں آپ رولنگ دیں۔

○ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ ان کا تعلق ہی نہیں ان باتوں سے وہ اور رشتے سے بات کرتے ہیں مولانا صاحب نہ تو ان کا تاریخ سے تعلق ہے اور نہ ان باتوں سے تعلق ہے۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ مولانا صاحب یہ سوال اور جواب کا وقفہ نہیں ہے۔

○ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ میں جس بارے میں بات کر رہا ہوں ان کا تعلق ڈائرکٹ بلوچستان کے بجٹ سے ہے۔

○ جناب ڈپٹی اسپیکر۔ اپنی باری میں مولانا صاحب ان کو جواب دیں۔

○ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ جی ہاں۔ آپ پھر اپنی بات کریں جس angle سے آپ آتے ہیں اس angle سے بات کریں۔ جناب عالی۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ براوارانہ رشتے۔ ہم نے دل سے ہمیشہ ہماری یہ خواہش رہی ہے کہ دو برادر قومیں یہاں پر براوارانہ طریقے سے خوش اسلوبی سے اپنی زندگی گذاریں اور آئندہ کے لئے اپنا کوئی لائحہ عمل کوئی ترکیب اسٹینڈرڈ آف لونگ Standrad of living کے لئے کام کریں یہ ہماری خواہش ہے اور ایمانداری سے ہماری یہ خواہش ہے اس کے لئے ہم نے کام کا آغاز بھی کیا ہے اپنے جتنے ممبوں زعماء اور سیاست دان اور بڑے بڑے جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بھی ہم نے یہ درخواست کی ہے کہ ہمارے متعلق کم از کم یہ تصور نہ کیا جائے کہ یہ چاہتے ہیں کہ خدانخواستہ بلوچی اور پشتونوں کے درمیان کس قسم کی نفرت پیدا کی جائے۔ یہ قطعاً ہماری خواہش نہیں ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد تو رکھنی پڑے گی کوئی بنیادی فارمولا Work out ورک آؤٹ کرنا پڑے گا۔ جس میں ان ساری باتوں کی تقسیم ہو اور ان ساری باتوں کو زیر غور لاکر وہ بنیادیں فراہم کی جائیں جس کے تحت بلوچ اور پشتون اس صوبے میں خوش اسلوبی سے اپنی زندگی گذار سکیں گے۔ ہمارے مسلک علیحدہ ہیں ہر پارٹی کے علیحدہ علیحدہ مسلک ہیں اپنا پروگرام ہے اپنا منشور ہے جب تک ہم لسانی بنیادوں پر صوبوں کے لئے لسانی ثقافتی اور جغرافیائی خطوط پر آئندہ اگر کوئی تقسیم ہوتی بھی ہے جو ایک لمبا پروجیکٹ ہے اس وقت تک ہم کو بلوچستان میں رہنا ہے اور یہاں پر ہم نے ایک

فارمولا وضع کرنا ہے جس کے تحت ہم نے ایک طرز زندگی یہاں پر وضع کرنی ہے اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں کہ بلوچستان کے اس بجٹ میں کوئی قابل ذکر منصوبہ نہیں ہے۔ اس کی بنیادی وجہ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ بلوچستان میں پالیٹکس Politics کا مرکز ہمیشہ بلوچ رہا ہے ان کی اکثریت سمی یا کوئی اور وجہ ہو یا جو بھی وجہ ہو ہمیشہ ان کی گورنمنٹ رہی ہے ہمیشہ ان کی حکومت رہی ہے ہمیشہ Center of Politics بلوچ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے بلوچستان ایڈ منسٹریشن یا بیورو کریسی کو بھی یہ جرات نہیں ہوئی کہ وہ پشتون علاقوں کے متعلق کوئی قابل ذکر پروجیکٹ پیش کر سکیں اور نہ حکومت نے یہ زحمت گوارا کیا ہے کہ ان لوگوں سے کہیں کہ آپ بھائی پشتون علاقوں میں بھی کوئی بڑا پروجیکٹ بنائیں جو ان کے لئے ہو۔ اس وجہ سے یہ پروجیکٹ بلوچستان میں پشتون علاقے کے لئے پیش نہیں ہوئے ہیں۔

بیورو کریسی کو بھی یہ جرات نہیں ہوئی ہے شاید ان کے بعض خوشامدی بھی ہوتے ہیں انہوں نے یہ چاہت نہیں کی ہے کہ یہ تقسیم ہو تو میں اس سلسلے میں مختصرا یہ عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے وزیر خزانہ سے مولانا صاحب کو یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتی ہیں ان سے کیا کہنا ہے تو وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ سے میں یہ عرض کروں گا کہ ان باتوں کو مدنظر رکھیں اور اگر بلوچستان میں ہم نے یا آپ نے دو بھائیوں کے درمیان رشتوں کو قائم رکھنا ہے اور آئندہ مستقبل کے لئے اور اس کی تاریخ کو مدنظر رکھنا ہے تو ان باتوں کی بنیاد کا ہمیں خیال رکھنا پڑے گا اور ہمیں امید ہے کہ وزیر اعلیٰ ہماری ان تجاویز پر ان چیزوں پر غور فرمائیں گے۔

ہم ان تجاویز کو مناسب وقت پر ان کے سامنے رکھیں گے۔ یہ تو میری آبزرویشن ہے ہاؤس کے سامنے اس کے علاوہ جناب عالی یہاں پر جتنے بھی سوشل سروسز ڈیپارٹمنٹ ہیں یعنی محکمہ تعلیم صحت اگریکلچر وغیرہ ہیں۔ یہ بات میں نے پہلے بھی حکومت کے سامنے رکھی ہے کہ اس صوبے میں صحیح معنوں میں کوئی بھی محکمہ ایسا کام نہیں کر رہا ہے جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہم عوام کی خدمت کر رہے ہیں اب ہم کو گیارہ ارب روپے ملتے ہیں دس ارب روپے ملتے ہیں جو بھی ملتے ہیں اگر ہم صحیح معنوں میں یہ دعویٰ نہیں کرسکتے کہ بلوچستان کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں مجھے اپنے حلقے کا اپنے ضلع کا یہ تجربہ ہے کہ وہاں پر صحت کا محکمہ تو بالکل غائب ہے تعلیم کا محکمہ کام نہیں کر رہا ہے بلڈوزر کا محکمہ کام نہیں کر رہا ہے اس سوال کو میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے رکھا ہے کہ اس کے متعلق کیا کریں گے یہ کام ہو نہیں رہا ہے سرکاری محکمے کام نہیں کر رہے بجٹ زیادہ یا کم ہو پیسے بھی کچھ تو چل رہا ہے مگر یہ صوبہ سرے سے یہاں پر حکومت کا کوئی محکمہ نہیں کر رہا ہے اور عوام ہم سے

ناراض ہیں یہ بات نوٹ کرنے والی ہے کہ سارا بلوچستان ہم سے ناراض ہے کہ کوئی سرکاری ملازم خواہ وہ چھوٹا یا بڑا ہے۔ اس بلوچستان میں کوئی منصوبہ یا محکمہ کام نہیں کر رہا ہے تو میں اس ہاؤس کے سامنے بڑے ادب سے گذارش کروں گا کہ یہ سنجیدہ اور سوچنے والی بات ہے کہ ان محکموں کا کریں گے کیا۔ جو یہ کام نہیں کر رہے ہیں اور عوام اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے مثالیں تو بہت ہیں۔ میں آپ کے سامنے کیا مثال دوں ہسپتال کے لئے جس پر آٹھ آٹھ دس میں پندرہ پندرہ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں وہ ہسپتال اسٹارٹ میں نہیں ہوا ہے اس نے فنکشن ہی نہیں شروع کیا ہے کہیں میرے اپنے حلقے میں چار پانچ ہسپتال ہیں جو کام نہیں کر رہے ہیں اس طرح اسکول کی بلڈنگز کو لوگوں نے بیٹھکیں بنائی ہوئی ہیں یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ یا جو اسکول بنے ہوئے ہیں وہاں کہیں پر استاد نہیں ہے کہیں پر اسکول کی عمارت نہیں ہے یہ سارے معاشرے کا حال ہے۔ تتربتر ہے۔ نوٹ کرنے والی باتیں ہیں میں کہتا ہوں کہ بجٹ سے یہ زیادہ ہیں کہ ہم ان عوام کی خدمت کیسے کریں۔ اس کے لئے کیا طریقہ کار وضع کریں یہ محکمے جو کام نہیں کر رہے ہیں یہ سرکاری ملازم جو کام نہیں کر رہے ہیں ہم سے لے کر نیچے چپراسی تک سارے محکمے بلوچستان میں کوئی محکمہ کام نہیں کر رہا ہے پس اس کا علاج ہونا چاہئے اور اس کے لئے قابل غور بات یہ ہے کہ کمیٹیوں کے ذریعے کسی اور ذریعے سے اس سلسلے میں سوچتے ہیں اس لئے میرے خیال میں یہ لمحہ فکریہ ہے اور اس کے لئے اگر بلوچستان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے اور اگر عوام کی خدمت کرنا ہے اگر مزدوروں اور غریبوں کی خدمت کرنی ہے تو اس سلسلے میں میرے خیال میں ایک صحیح Conideration دینا چاہئے۔ اس پوائنٹ کو اور اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا جائے صحت کے بارے میں میں نے اپنے حلقے کی ایک قرارداد اس ہاؤس سے پاس کرائی ہے کہ میرے حلقے میں میرا صرف اندازہ ہے کہ تیس سے پچاس فیصد آبادی مرد عورتیں بچے تو یہ اچکزئی کے علاقے میں ٹی بی کے مریض ہیں تیس سے پچاس فیصد ٹی بی کے مریض ہیں۔ آپ اس معاشرے میں کونسی خدمت لینا چاہتے ہیں ان لوگوں سے میرا خیال ہے کہ تو یہ اچکزئی سے مری بگٹی کی حالت بہتر نہیں ہے وہاں پر غالباً یہی پوزیشن ہوگی اور شاید بلوچ ایریا میں بھی اس سے زیادہ خراب پوزیشن ہوگی۔

اس سارے بجٹ اس سارے سیشن میں اس سارے پروگرام میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوا ہے کہ یہ جو ٹی بی کے مریض ہیں ہمارے معاشرے کے تیس پینتیس فیصد ہیں اس کے لئے کچھ کرنا ہے یا نہیں۔ قرارداد بھی پاس کرائی ہے۔ اس کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہوا ہے کہ جس معاشرے کے پچاس فیصد لوگ ٹی بی کے

مریض ہوں آپ ان سے معاشرے کی کونسی خدمت لیں گے؟ تو یہ حال یہ اس کا کئی دفعہ حوالہ دیا گیا ہے۔ بلکہ ہمارے وزیر صاحب نے اس دن بھی جب قرارداد پر بحث ہو رہی تھی تو اس نے وعدہ کیا کہ ہم اس معاملے کے متعلق سوچیں گے اور اس کو توجہ دیں گے۔ میرے خیال میں صرف میرے حلقے کا معاملہ نہیں بلکہ میں کہتا ہوں یہ سارے بلوچستان کا معاملہ ہے اور اس بات کی طرف مخصوص توجہ دی جائے۔ تو یہی حال تقریباً تعلیم کا ہے۔ جناب عالی۔ جہاں تک صنعتی پالیسی کا تعلق ہے اس پر بھی بات کی جائے۔

کہتے ہیں کہ صنعتی پالیسی ہے میں تو اس سلسلے میں صرف یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان میں صنعتی پالیسی صرف حب کے لئے اور لسبیلہ کے ایک مخصوص ایریا کے لئے ہے۔ یہ صنعتی پالیسی قطعاً" نہ باقی بلوچستان کے لئے ہے نہ باقی پشتونستان کے لئے ہے۔ یا پشتون ایریا کے لئے ہے یہ صرف حب کے لئے ہے اور وہاں پر اس لئے ہے کہ وہاں پر Infrastructure موجود ہے آسانیاں وہاں پر موجود ہیں کراچی وہاں نزدیک ہے۔ لہٰذا جو بھی انڈسٹری بلوچستان کے لئے آتی ہے وہ حب ہی میں بنتی ہے۔ ہمارے ایریا کو اس سے ایک فیصد بھی فائدہ نہیں ہے۔ وہ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے۔ یہ ہماری صنعتی پالیسی جس کا بجٹ میں ذکر کرتے رہے ہیں۔ یہ اس کی باتیں ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کی ہے میرے سامنے اے ڈی پی پڑا ہوا ہے اس اے ڈی پی کو اگر آپ اٹھا کر دیکھیں۔ یہاں صفحہ نمبر۳۶ میں سرفیس اریگیشن (Surface Irrigation) بلوچستان کی دی گئی ہے آپ کو یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ ان کی لاگت تقریباً تیس کروڑ روپے بنتی ہے اس میں ایک بھی اسکیم بھی پشتون ایریا کی نہیں ہے یہ میں صرف اپنی بات ثابت کرنے کے لئے کہہ رہا تھا اور میں نے ابھی ایک ہی سیکٹر ڈھونڈا ہے باقی سارے ڈیپارٹمنٹس میں بھی یہی ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ

I will be exteemly filling in my responsilitus if I don't bring these to the notice of this House and the honourable members, all over here.

یہ صد افسوس کی بات ہے کہ یہ Lop sidedness اور تفاوت پر مبنی بجٹ ہے خدارا آپ اس کو سنجیدگی سے سوچیں اور اس معاملہ پر غور کریں اور اسے حل کریں جس طریقے سے بھی ہو محکمہ تعلیم کی بات ہے خیر وزیر تعلیم صاحب اس کے لئے پینتیس پرسنٹ کی رقم ہے یہ وہ رقم ہے اور یہ میری آبزرویشن ہے۔ کیا واقعی وہاں اس کی ضرورت ہے یا وہاں اسے اے ڈی پی میں تصور کیا جائے گا۔ یہ پوائنٹ زیادہ کلیئر نہیں ہے۔ وزیر خزانہ صاحب اس کی وضاحت کریں کہ واقعی کیا یہ These were to be handed over to non-development

اس میں یہ پوائنٹ کلیئر نہیں ہے۔ لے دے کر ہمارے پاس نان ڈیولپمنٹ سائیڈ پر کروڑ بچتا ہے اور باقی کروڑ ڈیولپمنٹ کی طرف یہ کل کروڑ ہمارا سارا بجٹ بنتا ہے کروڑ روپے لونز اینڈ ہیلپ اور فارن اسٹینس یعنی سب مل ملا کر ایک سو ارب ایک ہزار چونسٹھ روپے بنتا ہے۔ جیسا میں نے عرض کیا ہمارے علاقوں کے پاس ضروری چیزیں ہیں۔ جنہیں نظرانداز کیا گیا ہے ان کو کور Cover کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر۔ میں ایک بات اس ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ان کتابوں سے میں نے بقول مولانا صاحب جو پلندہ نکال کر رکھا ہے آپ اگر اس پلندہ کو دیکھیں تو ایک چیز آپ دیکھیں گے کہ فارن اسسٹڈ پروجیکٹس کے لئے سینتیس کروڑ روپے ہیں جبکہ پاکستان بلین آف ڈالرز قرض لیتا ہے ہم روزانہ پڑھتے ہیں لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اس سے کیا ملتا ہے؟ بلوچستان کی سوئی گیس ہے اس کی رائلٹی ہے نیشنل فنانس کمیشن میں اس کا حصہ ہے جبکہ جیسا میں نے کہا پاکستان بلین آف ڈالرز قرض لیتا ہے۔ لیکن اس مد میں یعنی اس قرض میں ہمارا بلوچستان کا کتنا حصہ ہے سینتیس کروڑ روپے یہ تو محض ایک آئی واش ہے اس کی کیا وجہ ہے کیا خدانخواستہ ہمارا پی اینڈ ڈی کا محکمہ اتنا نااہل ہے کیا وہ بلوچستان کے لئے منصوبے نہیں بنا سکتے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مداخلت)

○ مولانا عبدالباری۔ (وزیر خوراک)۔ معزز رکن ہم پر تنقید کر رہے ہیں وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ مولانا صاحب۔۔۔۔۔ لیکن اگر وہ تنقید کی بجائے تقریر کریں تو یہ سب یعنی پشتونوں اور پشتونستان کے مفاد میں ہوگا۔ شکریہ۔

○ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ ٹھیک ہے میں آپ کا نام نہیں لیتا۔ ویسے بھی وہ میرے گاؤں کے نزدیک رہتے ہیں ہم ایک دوسرے کے ہمسائے ہیں یہ ان کا حق بھی ہے۔ جناب اسپیکر تو بات ہو رہی تھی کہ کل سینتیس کروڑ روپے ان قرضوں سے ملتے ہیں کیا ہمارے پاس اتنی اہلیت نہیں ہے میں وزیر خزانہ اور خصوصاً وزیراعلیٰ یعنی لیڈر آف دی ہاؤس سے کہوں گا کہ پاکستان ہر سال بلین آف ڈالرز قرض لے رہا ہے اس میں ہمارے بلوچستان کا کیا حصہ ہے؟ یہ قرضے منصوبے بنانے کے لئے کئے جاتے ہیں کیا ہماری طرف سے کوئی منصوبے ہی پیش نہیں کئے گئے یا ہم میں منصوبے بنانے کی اہلیت نہیں ہے؟ محض سینتیس کروڑ روپے پکڑا دیجئے اور کہا جائیے اپنا راستہ پکڑیئے۔

This has a very serious reflection on balochistan administration.

ایک اور بات جو بلوچستان اور پاکستان میں پرائیویٹائزیشن کے بارے میں بینکوں اور دیگر اداروں کی پرائیویٹائزیشن کی باتیں ہورہی ہیں۔ جناب والا۔ بلوچستان بینک بنانے کی بات ہے۔ یہ تو بلوچستان کے عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ بلوچستان کے لوگ جو کماتے ہیں اس کا حساب کس کے پاس ہے؟ بینک جو پیسہ بلوچستان میں کماتے ہیں کیا وہ اسے واپس بلوچستان میں خرچ بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ یا یہ بلوچستان کا خون نچوڑ کر کسی اور جگہ خرچ کر رہے ہیں یہاں اس کا ذکر ہے یہی نہیں بلوچستان کے بینک جو پیسہ کماتے ہیں یا کاروبار کرتے ہیں آپ بینکوں کو پبلک سیکٹر سے نکال کر پرائیویٹ سیکٹر میں دے رہے ہیں تو اس کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ جو پیسہ کمائیں گے اس کو دوبارہ بلوچستان میں ہی خرچ کریں گے۔ میں یہ بات وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ کے نوٹس میں لارہا ہوں کہ آپ ان بینکوں کے ساتھ بیٹھ کر ایک میٹنگ کریں کہ وہ جو کما رہے ہیں ان کو جو آمدنی ہورہی ہے کیا وہ یہ پیسہ باہر لے جائیں گے یا یہیں بلوچستان میں خرچ کریں گے؟ آپ اس بات کو ڈسکس کریں۔ میں تو حیران ہوں کہ اب تک اس معاملے پر بات کیوں نہیں کی گئی۔

جناب اسپیکر۔ اس کے علاوہ آبادی ایریا اور انتظامی سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ایوان کے معزز سیاسی لیڈروں پارٹی لیڈروں پارلیمانی لیڈروں سے میں یہ گذارش کروں گا کہ یہی بڑی بڑی سیریس شکایتیں اضلاع اور ڈویژن بنانے کے بارے میں ہیں۔ میرے خیال میں اس سلسلہ میں ایوان کی ایک معقول کمیٹی بنا دی جائے بلوچستان ایڈمنسٹریشن میں اگر وہ محکمہ مال بعض ریونیو کا ڈیپارٹمنٹ یا کسی اور توسط سے سوچ سمجھ کر their heads together#By bringing اور پھر اس سلسلے میں جو گذشتہ اضلاع اور ڈویژن مدنظر رکھتے ہوئے جو نئے اضلاع اور ڈویژن بنیں گے ان میں بھی میرے خیال میں ناانصافی کا احتمال ہوگا۔ یہ میں گذارش کروں گا کہ بڑی سنجیدگی سے اور اچھے طریقے سے اس مسئلہ کو دیکھیں اس مسئلہ کو اٹھایا جائے اور اس کا ایسا حل نکالا جائے جو سب کے لئے قابل قبول ہو۔

جناب اسپیکر۔ آخر میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میرے دیگر ساتھیوں نے بھی باتیں کرنا ہیں تاہم میں نے بجٹ میں چند چیزیں نوٹ کی ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کروں گا اور اس کے علاوہ میں بعض مسائل کی طرف بھی آتا ہوں ہمارے گلستان میں آج کل جو جھگڑا چل رہا ہے۔ جناب عالی۔ آپ کے توسط سے میں ایوان کے لیڈر اور لیڈر آف دی اپوزیشن اور ایوان کے ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا۔ یہ بڑی سیریس بات ہے جب دو قبائل کے درمیان یہ سلسلہ جاری ہے۔ وہاں پر لوگوں کو کارڈن Carden off آف کیا

گیا ہے لوگوں کو تکلیف ہے ان کے پاس راشن نہیں ہے ٹیلیفون کٹے ہیں۔ ریلوے لائن بند ہے۔ بیماروں کو نہیں لایا جاسکتا۔ جناب والا۔ ایک عجیب صورت حال ہے میں یہاں آپ کو کیا بتاؤں؟ آپ ایک طرف تو بجٹ بنا رہے ہیں اور دوسری طرف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** آپ کی یہ بات بجٹ سے متعلق نہیں ہے۔

○ **مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔** جناب اس کا بجٹ سے تعلق ہے اس سلسلے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارے لوگوں کے اس مسئلہ کو غلط طریقہ سے پیش کیا جارہا ہے چلیں میں آپ کی بات مانتا ہوں اور صرف اس بات پر اکتفا کرتا ہوں جہاں تک بلوچستان میں ملیشیا اور اس کی آپریشن اینڈ اتھارٹی مومنٹ کا تعلق ہے اس طرح ہاؤس کے سامنے سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کیا جائے اور ضلعوں میں بھی اس قسم کی تکلیف ہے وہ اس طرح بھی سوچ رہے ہیں۔ یہاں ملیشیا کے میجر اور کرنل ہیں وہ ضلعی ایڈمنسٹریشن کی بات نہیں مانتے جناب عالی۔ آپ کو پتہ ہے اس وجہ سے حال ہی میں چار مجسٹریٹ معطل ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے کہا کہ ہم معزز لوگوں کے گھروں کی تلاشی کیسے لیں ہم تو ضلعی ایڈمنسٹریشن کے ماتحت ہیں بلکہ میں یہ بات کہوں گا کہ ہونا یہ چاہئے کہ آپ کو میجر اور کرنل ہمارے مجسٹریٹ کا حکم مانیں۔ لیکن ملیشیا کے میجر اور کرنل مجسٹریٹ کا حکم نہیں مانتے۔ جناب اسپیکر۔ حکومت بلوچستان کی یہاں تک کمزوری ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے میجر اور کرنل کی بات مانو۔ تو اس قسم کی صورت حال ہے اس حد تک ہماری حکومت بلوچستان کمزور ہے ہمارے معاملات کو ملیشیا اس طرح کنٹرول کرے گا؟ جناب والا۔ اب میں اس بات کی طرف آتا ہوں اس کے ہم اس قسم کے لایعنی سیاسی جھگڑوں میں مصروف رہیں اور ان کی عید ہو۔ میرے خیال میں ہم اپنے اختلافات بھلا کر اور آپس میں مل بیٹھ کر اصل چیزوں کی طرف دھیان دیں اس کی تفصیل بہت زیادہ ہے میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور اپنی تقریر یہاں پر ہی ختم کرتا ہوں ان الفاظ کے ساتھ کہ ہم بلوچستان اور پشتونوں کو بلوچستان کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی لائحہ عمل اور طریقہ کار اپنا کر مسائل کی طرف توجہ دیں تاکہ ہم اس "دورتحول" سے نبرد آزما ہو سکیں۔

ہمیں اپنے اختلافات سیاسی طریقہ پر بیٹھ کر اپنے ان اصلی چیزوں کی طرف دھیان دینا چاہئے تاکہ ہمارے یہ مسئلے حل ہوں جناب والا۔ اس کی تفصیل تو بہت زیادہ تھی مگر میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور اپنی تقریر یہاں پر ختم کرتا ہوں کہ ہمیں یعنی بلوچ اور پشتون کو مل کر بلوچستان میں اپنا ایک لائحہ عمل اور ایک طریقہ

کار وضع کرنا ہوگا تا کہ ہم اپنے صوبے کے حالات اپنے کنٹرول میں لے سکیں۔ ہماری ایڈ منسٹریشن ہو ہماری گورنمنٹ ہو ہمارے آفیسر ہوں سب کچھ ہمارا اپنا ہو اور ہم یہ Clim کر سکیں۔ موجودہ حالات میں ایسا نہیں ہے۔ یہاں پر ملیشیا کے ایک میجر یا کرنل کو بلوچستان کا بڑے سے بڑا آفیسر جواب نہیں دے سکتا ہے۔ میں نے ایک مجسٹریٹ سے راہ داری لیکر دی اور ایک آدمی کو بھیجا جو راشن لے جارہا تھا یا کوئی اور بات تھی۔ ملیشیا کے ایک چھوٹے آفیسر نے کہا کہ ہم تمہارے مجسٹریٹ کو اس علاقے میں نہیں مانتے ہیں تم راہ داری کی بات کرتے ہو اور جناب ڈی سی کے گارڈ کو اتارا جو وہاں جارہا تھا تو جناب یہ صورت حال ہے۔ اب اس میں یہ لمحہ فکریہ ہے ہمارے لئے بلوچستان کے لوگوں کے لئے کہ ہم آپس میں بیٹھ کر بجٹ کے علاوہ بیٹھ کر ان چیزوں کی طرف بھی کچھ دھیان دیں۔ اس کے لئے ایک مستقل لائحہ عمل بھائی بندی اور بھائی چارے سے بنائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** جناب عبدالحمید اچکزئی کی تقریر کے بعد جناب ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔ آپ ٹائم کا خیال رکھیں گے اور زیادہ تر بجٹ پر بولیں گے۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب اسپیکر صاحب۔

اس بجٹ میں جو ہماری آبزرویشن ہیں یا جو (Suggestion) سجیشن جو ہم دینا چاہتے ہیں چیمبر میں جناب چیف منسٹر صاحب سے بات ہوئی۔ انہوں نے مجھے جواب دے دیا اور میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ان کی خدمت میں برنارڈ شاہ کا ایک قول ہے اس نے کہا تھا کہ اگر میرا بد سے بدترین دشمن مجھے بد سے بدترین (Suggestion) سجیشن دے میں اس پر غور کروں گا۔ بشرطیکہ وہ تھوڑا بہت فلسفہ پر عبور رکھتا ہو۔ بلوچستان کے مسائل کے بارے میں ہم اگر بہت نہیں تو تھوڑا بہت یقیناً جانتے ہیں۔ میری چیف منسٹر صاحب سے گذارش ہے کہ وہ قلم اور کاغذ لیکر نوٹ کریں ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب ملک کا بجٹ عموماً ملک کی اقتصادی حالات کا آئینہ دار ہوتا ہے اور ملک کی اقتصادیات ملک کی معاشرتی اور سیاسی نشوونما کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں مختصر جائزہ لوں ملک کی اقتصادیات کا بدقسمتی سے پاکستان ایک ایسا ملک ہے جو شروع دن سے ہی جدید نوآبادیاتی شکنجے میں جکڑا ہوا ہے اور ترقی یافتہ ممالک اس کی لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں۔ کبھی وہ سامراجی قرضوں کی شکل میں کبھی وہ سامراجی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی شکل میں اور کبھی وہ غیر مساویانہ تجارت کی شکل میں۔

مسٹر اسپیکر۔ پاکستان قرضے لیتا ہے۔ ان سامراجی ممالک سے جن کا تعلق امریکہ مغربی یورپ جاپان ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے ہے اور ایک اندازہ کے مطابق اس وقت پاکستان دو کھرب روپے کا قرضدار ہے۔ لیکن سرتاج عزیز صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ اس وقت پاکستان کے بیرونی قرضے نوسوبلین ہیں اور ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ قرضوں کی ادائیگی اور ڈیفنس میں بہت فرق رہا ہے۔ اس دفعہ پاکستان کی ہسٹری میں پہلی مرتبہ قرضوں کا بجٹ ڈیفنس بجٹ سے زیادہ ہے۔ یعنی ڈیفنس بجٹ اکہتر ارب اور قرضوں کی ادائیگی تراسی ارب ہے۔ اب مجموعی طور پر یہ ہماری معیشت کا حال ہے۔ یقیناً جس ملک کی ترپن فیصد قرضوں کی شکل میں جائے۔ کیونکہ پاکستان کی ٹوٹل آمدنی ایک سوترپن ارب روپے ہے اور ان دونوں مدوں کو ملاکر اس کے اپنے ریسورس (Resiovses) ختم ہوجاتے ہیں اور اسے پھر قرضوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میں نے یہ اعداد و شمار اس لئے پیش کئے کہ بلوچستان کے بجٹ کو سمجھنے میں تھوڑی بہت ہمیں آسانی ہو بلوچستان کا بجٹ جو حکومت بلوچستان نے پیش کیا۔ وہ ایک ہزار چونسٹھ کروڑ روپے کا ہے۔ جس کی بریک اپ کچھ اس طرح ہے کہ غیر ترقیاتی اسکیموں کے لئے چھ سو تہتر کروڑ روپے اور مختلف ترقیاتی اسکیموں کے لئے تین سو اکانوے روپے ہیں۔ اگر ہم غیرترقیاتی بجٹ کے بریک اپ میں جائیں۔ تو اس میں قرضوں کی شکل میں ایک ارب چالیس روپے فیڈرل گورنمنٹ پھرہم سے لے جائے گی اور تیئس کروڑ روپے گندم کی سبسڈی پر باقی جو ہمارے سامنے بریک اپ ہے ہمارے سامنے اٹھتر کروڑ روپے فیول اور مینٹیننس وغیرہ میں خرچ ہوگا اور تین کروڑ دس ارب روپے تنخواہوں میں جائیں گے۔ میں نے یہ بریک اپ اس لئے پیش کرنا محسوس کیا کہ اگر آپ ترقیاتی بجٹ کو دیکھیں جوکہ تین سو اکانوے کروڑ ہے اور اس وقت بلوچستان میں کرپشن کے ریٹ کو دیکھیں اگر کمیشن اور پرسنٹیج کا ریٹ پینتیس سے چالیس فیصد چل رہا ہے مختلف ڈیپارٹمنٹ میں اس کے بعد پندرہ سے بیس فیصد کنڈیکٹر کا لیگل منافع رکھا گیا ہے جو وہ اس پر لے اب اگر ہم چالیس ساٹھ کے ریشو سے اس بجٹ کا تجزیہ کریں تو ساٹھ فیصد بلوچستان کا بجٹ کرپشن میں چلا جاتا ہے۔ یا غیرترقیاتی کاموں پر چلا جاتا ہے۔ اگر اس کی بریک اپ ہم دیکھیں تو دو سو چالیس کروڑ روپے تین سو اکانوے میں سے ساٹھ فیصد کے حساب سے کرپشن میں جائیں گے اور (real development) (رئیل ڈیولپمنٹ اصلی ترقی) کے لئے صرف ایک سو اکاون کروڑ روپے ہوں گے (اس کے بعد اگر ہم غیرترقیاتی فنڈز میں دیکھیں تو اس میں یہاں پر بہت سی ایسی مد ہیں جو کو ملا کر ہمارے آفیسروں کی زبان میں جون والے فنڈز کہتے ہیں۔ وہ کوئی اسی کروڑ کے ہیں یہ ریپیرز (repirs) اور

مٹینٹس (mantiance) کے ہیں جو جون تک ختم ہی کرنے ہیں۔ اگر ہم انہیں چالیس' ساٹھ فیصد کے حساب سے دیکھیں تو اس میں پچاس کروڑ روپے کرپشن (Caruption) میں ضائع ہوں گے۔

تو ان اعداد و شمار کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بلوچستان میں دو سو نوے کروڑ روپے رشوت اور کمیشن میں جاتا ہے جس کے لئے قائدایوان اور حکومت کو اور جو ہمارے دیگر معززین ہیں ان کو یہ تمام حقائق کو سوچنا چاہئے اور یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم دو سونوے کروڑ روپے کیوں خرچ کرتے ہیں؟

جناب والا۔ اب میں آتا ہوں اپنے دوست معزز وزیر خزانہ کی تقریر کی جانب اس کی تقریر کے دو حصے تھے سیاسی اور معاشی' سیاسی حصے میں لفاظی کے علاوہ (Water Accord) واٹر اکارڈ اور این ایف سی اکارڈ (NFC Accord) سرفہرست ہیں یہاں پر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ بلوچستان کے معاشی مسائل یا وہ حقوق جو ہمارے اسلام آباد س گذشتہ کئی سالوں سے رکے ہوئے تھے حل ہوگئے ہیں اور اگر واقعی میرے دوست کا یہ بیان بالکل صحیح ہے تو میں سمجھتا ہوں جو قوم پرستی کے حوالے سے جدوجہد کر رہے ہیں میں ان کو یہ واضح طور پرپتا دینا چاہتا ہوں ان کی معاشی جدوجہد وائینڈ اپ ہونا چاہئے وہ تمام حقوق پنجاب نے ہمیں دے دیئے ہیں۔

باقی سیاسی حقوق کی بات ہے ویسے بھی میر غوث بخش بزنجو کے نیشنل ڈیموکریٹک ریزولیشن کو سوشل ڈیموکریٹک ریزولیشن سے تبدیل کیا ہے۔ جب بھی اس ملک میں جمہوریت ہوگی ہمارے ہلکے پھلکے رائیٹس حل ہوسکتے ہیں میرا ان باتوں کا کہنے کا مطلب ہرگز یہ ہیں ہے کہ میں کسی خاص آدمی یا پارٹی پر تنقید کر رہا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جتنے آدمی بھی بیٹھے ہیں پر ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ بلوچستان کے حقوق کا تحفظ کریں۔ بلوچستان کے حقوق کے لئے اسلام آباد سے ہمیں کسی قسم کی کمپرومائیز (Compromize) نہیں کرنی چاہئے ہم خوش ہیں کہ ہمیں ۵۰۵ کروڑ روپے مل گیا ہے اگر آپ اس مسئلے کی گہرائی میں جائیں کہ ہم نے ان کو کیا دیا ہے وہ ہم سے کتنا چھین کر لے گئے ہیں ہمیں ان امور کا جائزہ لینے کے لئے یہ دیکھنا ہے کہ پاکستان کی جو آمدنی ہے وہ کتنی ہے اس نے جو پر سٹیج دیا ہے کس شرح سے دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو بلوچستان سے سوئی گیس فراہم ہو رہی ہے سارے پاکستان کو وہ اسی فیصد ہے اس اسی (۸۰) فیصد میں کیا شرح دی ہے؟ بدین سے جو گیس فلٹر ہوکر جائے گی پنجاب جو جائے گی اس کے لئے قیمت بائیس روپے رکھی گئی ہے بلوچستان کی پیرکوہ کی گیس جو بغیر فلٹر ہوکر جائے گی اس کی قیمت پانچ روپے رکھی ہے میں اپنے دوستوں سے عرض کروں گا کہ اگر سوئی گیس کی رائلٹی بائیس روپے ہو تو یہ اس وقت سے لاگو ہو جب ۱۹۷۳ء میں آئین بنا

تھا ۱۸ سال ہوگئے ہیں بائیس روپے کے حساب سے ۱۸ سال کا حساب لگالیں یہ دو سو اکہتر ارب روپے بن جاتے ہیں پنجاب اور اسلام آباد اگر ہمارا حساب صحیح کرنا چاہتے ہیں تو ۲۷۱ ارب روپے دے کر پھر بلوچستان پر احسان کریں گے بصورت دیگر انہوں نے صرف پانچ کروڑ روپے دیئے ہیں اور اب اس ٹرنڈ trend بات کی جارہی ہے کہ ہم اپنے حقوق پنجاب سے لے چکے ہیں اور جو دوست اسی فیصد پر کونسل ہیں وہ ہمیں آکر بتا دیں جو میرا نکتہ ہے وہ میں نے اس ایوان کے معزز ممبران کے سامنے رکھ دیا ہے اس پر سوچیں اور غور کریں بصورت دیگر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس حساب سے پنجاب کو نقصان ہورہا ہے پنجاب ایکسپلائیٹیشن کی ہورہی ہے میں یہ حقائق ان حوالوں سے بھی اس ایوان کے سامنے لانا چاہوں گا کہ جو میں نے بیان کئے ہیں کہ پانچ کروڑ واپس ڈی پی میں لے گئے ہیں اور وہ مختلف مدات میں پیچھے لے رہے تھے وہ چار سو کروڑ روپے بنتے ہیں سب لے گئے ہیں تو میں اس حوالے سے یہ عرض کرتا چلوں کہ آپ پنجاب سے اپنا کیا مقابلہ کریں گے۔

پنجاب تو اس وقت پانچ گنا ترقی کرچکا ہے آپ کیسے اس کی مثالیں دے رہے ہیں وہاں پر اتنا زیادہ وسائل ہیں فیصل آباد میونسپل کارپوریشن کا بجٹ بلوچستان کے بجٹ سے زیادہ ہے اور اگر بلوچستان کی گیس کی رائلٹی کو چھوڑدیں تو اس سے ۳۲ کروڑ کی آمدنی ہے اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ پنجاب نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے میں اپنے دوستوں سے یہ عرض کروں گا کہ پنجاب کے حکمران یہ کبھی نہیں چاہیں گے یا ایسا کام نہیں کریں گے جس سے اس کو نقصان ہو۔

جس حوالے سے (NFC Accord) رکھے گئے ہیں وہ آبادی ہے اگر آپ آبادی کا پس منظر دیکھیں تو جب بنگلہ دیش تھا اس نے ون یونٹ بنایا اس کی بنیاد پر وسائل سے اپنا حصہ لیا جب بنگال چلا گیا تو اب آبادی کی بات کرتے ہیں پنجاب ۳۳ فی فیصد ایریا پر مشتمل ہے یا لوگوں کی ضروریات کے مطابق دیں گے اس کے بعد یہ شوشا چھوڑا گیا کہ پنجاب خسارے میں ہے میں ایک پیپر کا حوالہ دیتا ہوں جس میں لکھا گیا ہے کہ پنجاب کا بجٹ پانچ بلین سے زیادہ ہوگا اور اسے پانچ ارب روپے اس ایوارڈ سے زیادہ ملے ہیں اس نے اس کی تفصیلات دیتے ہوئے کہا کہ اس ایوارڈ سے ہٹ کر اس نے کیسے ہیرا پھیری کی ہے۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ڈاکٹر صاحب اذان ہورہی ہے تین منٹ بعد تقریر کریں۔

(اذان عصر کے بعد تقریر شروع ہوئی)

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب اسپیکر ہم پنجاب کی بجٹ کو صرف پنجاب ہی کے صوبائی اسمبلی کی

پاس شدہ بجٹ کے حوالہ سے نہ دیکھیں بلکہ اس وقت وفاقی اے ڈی پی جو ۹۴ ارب روپے کی ہے اور دفاع کا بجٹ ۷۱ ارب روپے کا ہے وہ بھی وہیں پر خرچ ہوگا۔ اس میں بلوچستان کو کوئی حصہ نہیں ملے گا اور یہاں پر کوئی اکنامکل ایکٹیوٹی (Ecomonical activity) نہیں ہوگی۔ جو بھی ان پیسوں سے اکنامکل ایکٹیوٹی ہوگی وہ وہیں پر ہوگی۔ میں اپنے دوستوں اور اپنے معزز ارکان سے یہ عرض کروں گا کہ جو ڈیٹاز (datas) میں نے پیش کئے ہیں اس ٹرینڈز (trend) کے خلاف جو یہاں پر آج کل چل رہا ہے کہ جی بلوچستان میں تو سب کچھ ہوگا لیکن بیچارہ پنجاب خسارہ میں ہے۔ خدا کے لئے ان سے میں عرض کروں گا کہ آئندہ کم از کم وہ اپنی تقریروں اور پریس کانفرنسوں میں ان حقائق کو توڑ موڑ کو پیش نہ کریں۔ اس کمپیئرزم (Compairsm) کے بعد میں بلوچستان کی بجٹ کے سلسلہ میں کچھ عرض کر رہا ہوں کہ اگر ہم دالبندین سے لیکر مند تک اور تفتان سے لیکر ژوب تک دیکھیں یہاں پر کہیں بھی مکمل انفراسٹرکچر (Infrastructure) نہیں ملے گا۔ انفراسٹرکچر انسان کی ترقی کے لئے ضروری ہے ہمیں کہیں پر بھی سڑکیں نہیں ملیں گی۔ لوگوں کو وہ تمام سہولتیں نہیں ملیں گی جو اس وقت دنیا اکیسویں صدی کی دہلیز تک جارہا ہے۔ آج بھی ضلع کچھی کے لوگ اس تالاب کا پانی پی رہے ہیں جو بارشوں سے بھرتا ہے جس کے اندر کتے بھی نہاتے ہیں۔ یہ حقائق ہیں ان حقائق کو مدنظر رکھ کر ہمیں اپنی بجٹ بنانی چاہئے۔ بدقسمتی سے بجٹ (Speech) میں یہ تاثر دیا گیا صاحب بلوچستان کا بجٹ خسارہ کا بجٹ نہیں ہے۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے امریکہ کا بجٹ خسارہ کا ہے اور سرتاج عزیز جو بجٹ پیش کر رہا ہے وہ خسارہ کا نہیں ہے تو بلوچستان کا بجٹ کیسے خسارہ کا نہیں ہے۔ خسارہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرض کریں کہ میں نے دس روپے محنت مزدوری سے کمائے ہیں۔ مجھے کھانا کھانا ہے اور مجھے راستہ میں کوئی آدمی ملتا ہے اور وہ مجھے اپنے پیسوں سے کھانا کھلاتا ہے۔ میں خوش ہوتا ہوں کہ جی دس روپے بچت ہوئے ہیں۔ جناب دس روپے بچت نہیں ہوئے ہیں یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے کھانا کھلایا۔ یہاں پر یہی ہے۔ جناب اسپیکر۔ آپ دیکھیں کہ یہاں پر نہ روڈز ہیں' نہ پانی ہے اور نہ ہی بجلی ہے۔ اگر ہم بلوچستان کے سارے مسائل کو سامنے رکھیں تو ہمیں حقائق کا پتہ چل جائے گا۔ اس بجٹ میں ایک دو چیزوں کا تین چار جگہ تاثر دیا گیا ہے کہ یہ بجٹ ہم نے خود انحصاری اور خوداعتمادی پر بنایا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے حقیقت کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ ضمنی بجٹ جو ہم نے پاس کی اس میں صرف ایس اینڈ جی اے ڈی (S.T.G.A.D) کو بارہ کروڑ روپے ہم نے دیئے۔ یہ ایکسس (Excess) کہاں گئے۔ آج ہمارا اسٹینڈرڈ بڑھ گیا ہے۔ سوزو کی جیپ سے اسوزو تک اور پھر

پچارو اور اس کے بعد ان لینڈ کروزر ہیں۔ خدا کے لئے اگر آپ خود انحصاری کی بات کرتے ہیں تو یہ تمام مراعات کہاں سے لئے جا رہے ہیں۔ جناب یہ بلوچستان کی بجٹ سے لئے جا رہے ہیں۔ اٹھارہ لاکھ میں آپ ایک لینڈ کروزر لیں گے اس اٹھارہ لاکھ روپے سے آپ ایک گاؤں کو پانی دے سکتے ہیں۔ اس بجٹ میں جو پیسے رکھے گئے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ۷۴ چوہتر کروڑ روپے ایس اینڈ جی اے ڈی کے لئے کس مقصد کے لئے رکھے گئے ہیں؟ صرف اور صرف اس کے لئے میں دوبارہ وزیراعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ صرف اور صرف وزراء کو خوش کرنے کے لئے یہ تمام عمل نہیں کریں۔ کرسی آنے جانے والی ہے اگر ایک چیز باقی رہے گی وہ کردار ہے اور اس وقت کے مثبت نتائج ہیں۔ اس بجٹ میں کچھ اور چیزیں جن کی میر ہمایوں مری صاحب نے توجہ دلائی تھی بلاک ایلوکیشن۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پلاننگ کا ایک اصول ہے۔ فنانس کا ایک اصول ہے کہ آپ اگر ایک مد میں مخصوص پیسے رکھتے ہیں تو آپ کو زیادہ خرچ کرنے کا حق نہیں ہے۔ دوسری صورت میں آپ پر آڈٹ پیرا لگے گا۔ لیکن بدقسمتی سے آپ اس سارے بجٹ پر آڈٹ پیرا لگا سکتے ہیں کہ اتنی بڑی ایلوکیشنز ہماری نان ڈولپمنٹ بجٹ۔ اگر آج ہم اپنے محکموں کو دیکھیں کہ ہم نے کتنے یوتھ ڈیپارٹمنٹس کھول رکھے ہیں؟ یہ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے پاس پلانر Planners نہیں ہیں۔ اس کم خرچی کا ایک اور ہم نے مظاہرہ کیا کہ بلوچستان کے اوپر پھر مزید تین محکمے ٹھونس دیئے گئے۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ اسے ایک ڈائریکٹر بھی چلا سکتا ہے اس کی کیا ضرورت تھی؟ ڈولپمنٹ سے پیسہ خرچ کرکے نان ڈولپمنٹ میں لگائیں گے تو اس سے لوگوں کو خسارہ ہوگا۔ لیکن آپ کا دعویٰ یہی ہے کہ ہم پیسے بچا رہے ہیں۔ اس اے ڈی پی میں بہت سی ایسی چیزوں کو فالو (Follow) کیا گیا ہے یا رکھا گیا ہے ٹریڈیشنلی (traditonally) یا میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے یا دوست مجھے سمجھائیں کہ ڈولپمنٹ بجٹ کا کیا مطلب ہے؟ کیا ڈولپمنٹ بجٹ میں پولیس تھانے بھی آتے ہیں؟ کیا ڈولپمنٹ بجٹ میں ہائی کورٹ بھی آتے ہیں یا اس میں دوسرے ریسرچ اور فیزابیلیٹی رپورٹس feasibility reports بھی آتی ہیں؟ جن پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں اور رکھے ہوئے ہیں۔ ایک سیاسی مسئلہ ہے۔ اس وقت بلوچستان میں بھی وزیراعلیٰ صاحب نے اس مسئلہ پر کچھ تاثرات دیئے۔ وفاقی حکومت پر بڑی پازیٹو اسٹیپ Step Positive آئی سے آئی کی سمجھی جارہی ہے کہ ہم پرائیویٹائزیشن کر رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی کو اس لئے اقتدار سے ہٹایا گیا کہ آصف زرداری نے پلاٹس لئے تھے۔ اب یہاں پر پرائیویٹائزیشن کے نام جو کھلے بازی ہورہی ہے ان کی طرف ہم بھی دیکھیں کہ ۵۸ ارب روپے کی (ایم سی بی) کو ۸۶ کروڑ روپے میں دیا ہے۔ پرائیویٹائزیشن کے

نام پر اور منشاء گروپ ہے اس میں ۲۳ فیصد میاں گروپ بھی ہے- اب اس کو ہم سمجھیں کہ پرائیویٹائزیشن کے نام پر اپنے خاندانوں کی دولت کو بڑھانے کے سوا اور کچھ نہیں- میں ایک اہم سوال قائدایوان کے سامنے لاؤں گا کہ اس پرائیو-ٹشن میں جو ہورہا ہے اس میں بلوچستان کا حصہ کتنا ہے- (ایم- سی- پی) کو بھیجا گیا اس میں بلوچستان کا حصہ کتنا ہے اس پر بھی ہماری (Claim) ہونی چاہئے- جناب اسپیکر- آخر میں کچھ تجاویز پیش کرتا ہوں ایک دو پوائنٹ تنقیدی انداز سے قائدایوان کے سامنے رکھوں گا کہ اس وقت جو اپروچ صوبائی حکومت کی ہے وہ بلوچستان کے حقوق پر مصلحت پسندی کی شکار ہے- ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح حال ہی میں پشتونخواہ صوبے میں گردون کا مسئلہ ہوا تھا تمام حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے بینچز نے مل کر جدوجہد کی- ہم بھی اپنے وزیراعلیٰ صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ بلوچستان کے مسئلے پر آپ اپنے کو کمزور نہ سمجھیں- آپ بلوچستان اور بلوچستان کے عوام کے مفاد میں جو عمل کریں گے ہم آپ کے ساتھ ہیں ایک اور مسئلہ بلوچستان کے عوام کے لئے اتنا ہی شدید ہے جو میں نے اپنی تقریر کے پہلے حصے میں روشنی ڈالی- وہ ہے رشوت- اس وقت بلوچستان میں رشوت عام ہے- اس نے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں- میری وزیراعلیٰ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ ان چیزوں کو کنٹرول کریں- اگر رشوت کا کمیشن ٹرانسفروں اور تبادلوں پر اندازہ یہی رہا- تو یہاں پر ایک انارکی پھیل جائے گی- نہ ہم رہیں گے اور نہ آپ- اس کے علاوہ سروس میں جو بے قاعدگیاں ہورہی ہیں- خدارا اس کو درست کرو- یہاں پر کسی کو پتہ نہیں کہ آج میں جس پوسٹ پر ہوں کل کہاں ہوں گا کم از کم ایک اصول رکھیں (Ienure) کے لئے کچھ اصول رکھیں- کئی ۱۷ گریڈ کو ۲۰ گریڈ میں لایا گیا ہے اور کئی ۲۰ گریڈ- گریڈ ۱۷ کی جگہ پر کام کر رہے ہیں- یہ اسٹیکچر کو تباہ کریں گے- یہاں پر لوگ کمپمنٹ Competeant نہیں ہوں گے- معیار پر ایمانداری نہیں ہوگی- چاپلوسی ہوگی- میری آپ سے درخواست ہے کہ اس نقطے کو سمجھنے کی کوششیں کریں اور اس کے منفی اثرات سوسائٹی پر کتنے پڑے ہیں- جو تقرریاں ہو گی گریڈ ۱۹ سے اوپر تک وہ کم از کم کمیشن کی حد تک ہونی چاہئے-

(چھ بجکر پندرہ منٹ پر نماز عصر کے لئے اجلاس ملتوی ہوا اور
سات بجکر بیس منٹ پر دوبارہ زیر صدارت- ڈپٹی اسپیکر شروع ہوا)

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ڈاکٹر عبدالمالک صاحب آپ اپنی تقریر دوبارہ جاری رکھیں۔

○ **ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ۔** جناب اسپیکر شکریہ۔ اس بجٹ پر انڈسٹریلائزیشن کے طریقہ کار کا تعین کیا گیا ہے ہمارے منسٹر صاحب سے اس سلسلے میں گذارش ہے کہ پچھلی دفعہ جب (حب) کو انڈسٹریل ایریا قرار دیا گیا اور اس کو تمام مراعات دی گئی۔ اس میں بلوچستان کے لوکل لوگوں کی Inulvement اتنی زیادہ نہیں رہی۔ اب جو کہ (وندر) کو انڈسٹریل ایریا ڈیکلیر کیا گیا ہے۔ اب اس میں ہم وہ تمام Causes ڈھونڈیں کہ لوکل لوگ کیوں وہاں پر نہیں گئے۔ جناب اسپیکر میں ایک بات کی ذرا یہاں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم بلوچستان کی بات کرتے نہیں تو اس سے مراد بلوچستان کے وہ تمام لوگ جو اس میں رہتے ہوں جن کا جینا مرنا بلوچستان سے وابستہ ہے۔ اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ہم بلوچستان سے مراد صرف بلوچ قوم لیتے ہیں اسی طرح جب ہم پنجاب کی بات کرتے ہیں تو اس مراد پنجاب کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد پنجاب کے حاکم جو بیورو کریٹس کی شکل میں یا سرمایہ دار اور جاگیردار کی شکل میں ہیں۔ جناب والا۔ میں اس کے بعد دوبارہ اپنے اسی موضوع پر آتا ہوں کہ بلوچستان کے لوکل کیوں صنعت کاری میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اس کا ہرگز یہ نہیں کہ یہاں کے لوگوں کو روکا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ابھی تک Sense of Industrialistion ڈویلپ (develop) نہیں ہوا ہے۔ اس کو ڈویلپ (develop) کرنے کی ضرورت ہے اس کو ہم ہی کرسکتے اور جو انڈسٹریلائزیشن کے لئے ایک مخصوص طریقہ کار ہے۔ یعنی ۲۰ فیصد وہ شخص جو سول ورکس کے لئے دے گا جو انڈسٹریز لگانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ۸۰ فیصد بینک اس کو قرضہ دے گا۔ میں وزیراعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر اس کو بلوچستان میں انڈسٹریلائزیشن کرنی ہے۔ جو انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کئے ہیں تو ان میں جتنے ممبر صاحب ہیں ان کی ذمہ داری لگائیے کہ وہ لوگوں کو موبلائز کریں۔ ۲۰ فیصد جو لوگ نہیں دے سکتے یا ابھی تک وہ انڈسٹری کی افادیت سے واقف نہیں ان کم از کم بلوچستان گورنمنٹ برداشت کرے۔ اس سلسلے میں پچھلی گورنمنٹ نے بھی کچھ پیسے رکھے تھے۔ معلوم نہیں وہ موبلائز نہیں ہوسکے کیا وجہ تھی۔ میری وزیراعلیٰ اور متعلقہ وزیر صاحب سے درخواست ہے کہ جب تک وہ لوگوں کو موبلائز نہیں کریں گے بلوچستان میں انڈسٹریلائزیشن نہیں ہوگی۔ اگر ہو بھی گئی اس میں بلوچستان کے لوگ نہیں ہوں گے میری یہ بھی تجویز ہے کہ بلوچستان کی گیس کو چھوڑ کر ۳ کروڑ Revene ریونیو ہے اس پوائنٹ کو Sort out کریں کہ اس کو کس طرح بڑھانا ہے۔ بلوچستان میں اصل چیز مائنگ ہے اس پر ٹیکس لگا کر اس کو ہم بڑھا سکتے یا جو ہمارے پاس بارڈرز ہے

اس میں بارڈر ٹریڈز کو مزید وسعت دے کر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب ایک اسپیشل کمیٹی بنائیں۔ تاکہ وہ ان کی فیزبلٹی (feasibility) کو دیکھیں کہ بلوچستان آمدنی کو کس طرح بڑھایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ رقم ہمارے پاس موجود ہے ایک ہزار چونسٹھ کروڑ کی حد تک میں سمجھتا ہوں کہ ہر سال دو سو کروڑ Non-development پر خرچ زیادہ ہوگی۔ تو ۵۔۶ سال کے بعد ہمارے پاس کوئی رقم نہیں بچے گی کیونکہ اسکول بنیں گے اسپتال بنیں گے واٹر سپلائی اسکیمات بنیں گی۔ ان کی جو Non-development چارجز ہیں باقی آپ Non-development چارجز سے پورا کریں گے۔ تو شاید بلوچستان میں آنے والے دنوں میں development کے جو پراسس ہیں اور جو روکے ہوتے ہیں وہ Futher رک جائیں گے۔

جناب اسپیکر صاحب میں ایک اہم پوائنٹ کی جانب آجاتا ہوں کہ جب بھی ہمارے وزیراعلیٰ صاحب یا مختلف ڈیلیگیٹس delegates فنانس منسٹر صاحب این ایف سی میٹنگ میں جب جائیں گے تو کم از کم کو اس حوالے سے کنونس کیا جائے کہ بلوچستان کو آپ جو فنڈز دیں گے وہ پاپولیشن کی بجائے رقبہ اور پسماندگی کے حوالے سے دے دیں اور جو جوبز Jobs کا کوٹہ ہے اب تک وہ میرے خیال میں ایک پرسنٹ ہمیں نہیں دیا گیا ہے کم از کم گورنمنٹ کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ اس مسئلے کو مضبوطی کے ساتھ فیڈرل گورنمنٹ سے up take کرلیں جناب اسپیکر۔ ایک دو مسئلے بلوچستان اسمبلی کے ہیں بجٹ میں نے دیکھا کہ اس دفعہ بلوچستان اسمبلی کی لائبریری کے لئے صرف دس ہزار روپے رکھے ہوئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں یہاں دو ہزار روپے صرف اخبارات کے آئیں گے اور یہاں جو نئی کتابیں آئیں گی ہم جیسے نہیں خرید سکتے ہیں لائبریری کے حوالے سے خریدیں گے تو کم از کم لائبریری بجٹ دس ہزار چار مہینے کے اخبارات پورے نہیں کرے گی کم از کم اسے ایک لاکھ روپے تک رکھا جائے اور اسمبلی سیکریٹریٹ میں اور ایم پی اے ہاسٹل میں جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کے لئے میں بونس کا ڈیمانڈ کرتا ہوں تھینک یو آخر میں ایک چیز کی وضاحت کروں کہ ہماری اسٹریٹجی (Strategy) یہ ہونی چاہئے کہ ہم پولیٹکل پارٹیز کی کہ بلوچستان میں جو ڈیولپمنٹ ہے اس کو ہم کس ریمو کریں میں نے یہ کوشش کی کہ اپنے حلقہ انتخاب کی بات نہیں کروں حالانکہ جس حلقے سے میں تعلق ہے میں کہتا ہوں۔ باقی بلوچستان میں بھی کہیں پر بجلی ہے کہیں پر روڈ ہے کہیں پر ٹی وی ہے لیکن وہ ایک ایسا بدبخت علاقہ ہے جہاں پر ٹوٹل سولہ میل تینتالیس سال کے روڈ ملیں گے یہاں پر یہ ہرگز مطلب نہیں ہونی چاہئے کہ پوائنٹس کو آپ صرف مجھے دے دیں آپ حمید خان کو نہیں دے رہے ہیں اور مجھے دے رہے ہیں یہ منفی سوچ ہے ہم سمجھتے

ہیں کہ بلوچستان میں اس سوچ کو ہم ڈیولپ نہیں کریں کیونکہ یہ سوچ جو میں نہ پہلے عرض کیا کہ یہاں پر جو لوگ رہ رہے ہیں وہ بلوچ اور پشتون نہیں ہیں کیا وہ بلوچستانی نہیں ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں وہ بلوچستانی جتنا مجھے حق ہے اتنا ہی ان کو حق ہے چاہئے وہ زبان بھی بولتے ہیں تو میری چیف منسٹر صاحب سے گذارش ہے کہ اس سلسلے میں وہ باقاعدہ طور پر ایک کرائیٹریا رکھیں بجٹنگ کرتے وقت کہ وہ ان اسکیمات کو کس حوالے سے دیں گے آبادی کی بنیاد پر پسماندگی کی بنیاد پر ڈسٹرکٹ کی بنیاد پر یا حلقے کی بنیاد پر جو بھی ہو ہمیں قبول ہے ایک ایسا فارمولا چیف منسٹر صاحب ایک کمیٹی بنا دیں کیونکہ یہ منفی اثرات ویسے بھی ہمیں لے ڈوبے ہیں ہم مزید اس کو افوڈ afford نہیں کرسکتے بلوچستان میں دو قبائل کی جنگ کو ہم برداشت نہیں کرسکتے کجا کہ دو قوموں کی آپس میں جنگ ہو جو صدیوں سے یہاں بھائیوں کی طرح رہ رہے ہیں جناب اسپیکر۔ آخر میں' میں آپ کا اپنے دوستوں کا انتہائی شکر گذار ہوں کہ آپ نے میری اتنی لمبی تقریر سنی اور آخر میں' میں فیض صاحب کا یہ شعر عرض کرتا ہوں کہ "درد اتنا تھا کہ اس رات دل وحشی نے ہر رگ جان سے الجھنا چاہا" تھینک یو۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ڈاکٹر مالک صاحب کے بعد چار نام ہیں ظہور حسین کھوسو' ملک کرم خان نجک ارجن داس بگٹی اور علی محمد نوتیزئی' چونکہ ظہور حسین صاحب موجود نہیں تو میں ملک کرم خان نجک صاحب کو تقریر کے لئے دعوت دیتا ہوں۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** ملک کرم خان نجک صاحب۔

○ **ملک کرم خان نجک۔** جناب اسپیکر صاحب۔ پہلے میں آپ کو ۹۱-۱۹۹۲ء کے فاضل بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں جیسا کہ نواب صاحب اکبر خان بگٹی کی کوششوں کی وجہ سے یہ فاضل بجٹ اس سال بلوچستان کا پیش کیا جارہا ہے جو کہ پہلے سال بلوچستان کا یہ بجٹ خسارے میں جارہا تھا۔ میں اپنے قائد نواب محمد اکبر خان بگٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں کوششیں جاری رکھیں کہ بلوچستان کے حق کے لئے سوال اٹھایا جائے۔

جناب والا۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ مراعات صنعت کو دی گئی ہیں اور ملازم طبقے کو بھی کچھ مراعات دی گئی ہیں ایک طبقہ ایسا ہے جو ہر وقت اپنا پسینہ بہا کر محنت کرتا ہے اس کو نظرانداز کیا گیا ہے اس کے لئے کوئی مراعات نہیں رکھی گئی ہے۔ وہ طبقہ ہے زمیندار طبقہ ہے۔ کسان اور چھوٹا زمیندار اور اس

کے لئے میں وزیر خزانہ گذارش کرتا ہوں کہ اس کے لئے بھی کچھ مراعات اس بجٹ میں دی جائیں۔ اس سال کھاد کی قیمت کو بھی مدنظر رکھیں اور بلڈوزر کی قیمت کو بھی آپ دیکھیں کھاد کی قیمت کو دیکھیں تو زمیندار بے چارے کو نقصان کی بجائے اور کچھ نہیں ملتا ہے۔

جناب والا۔ میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ صوبائی کابینہ میں بلوچستان کے اتنے وزیر مشیر رکھے گئے ہیں جس کی مثال بلوچستان میں کبھی نہیں ملتی ہے۔ یہ مشیر اتنے رکھے گئے ہیں۔ جس کی میرے خیال میں ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں وزیراعلیٰ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مشیر جو آپ نے رکھے ہیں وہ کیا افادیت رکھتے ہیں۔ اس کا کس قبیلے سے تعلق ہے اور وہ کیا صلاح مشورے آپ کو دیں گے اس سے ہم کو معلوم نہیں اس کا جواب وزیراعلیٰ خود دیں گے۔

جناب والا۔ پہلے ہم کو سبی میں بلڈوزروں کی سخت ضرورت ہے۔ جیسا کہ وزیراعلیٰ کو معلوم ہے کہ بلڈوزروں کی بہت قلت ہے۔ پہلے جام صاحب کے وقت بلڈوزر لائے گئے جو کہ بہت ناقص اور چائنا کمپنی کے تھے۔ اب میں وزیراعلیٰ سے گذارش کرتا ہوں کہ اس سال اگر آپ نئے بلڈوزر منگوائیں تو مہربانی کرکے جاپان کمپنی کے یا کس فیٹ کمپنی feat Co کے منگوائیں تاکہ زمینداری کے مسائل حل ہوجائیں اور حکومت کو بھی خسارہ نہ ہو۔ یہ ٹریکٹر جو اب کھڑے ہیں یہ صرف زمیندار کے نقصان میں ہیں اگر زمیندار اس کو سائیٹ پر لے جاتے ہیں بجائے کام اس کو ان کی چوکیداری کرنی پڑتی ہے میں وزیراعلیٰ صاحب سے گذارش کرتا ہوں کہ مہربانی فرما کر ٹریکٹر زیادہ تعداد میں منگوائیں تاکہ زمینداروں کو کام کے وقت کام آئیں۔

جناب مزید میں اپنے علاقے کی طرف کچھ ترقیاتی کاموں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں مجھے صد افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس سال ترقیاتی پروگرام میں سبی کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ میر وزیر خزانہ سے گذارش کروں گا کہ سبی کا بھی حساس علاقہ ہے جیسے دوسرے علاقے ہیں۔ ادھر بھی ضرورت ہے جیسے دوسرے علاقوں کی ضرورت ہے مہربانی فرما کر سبی کے لئے بھی کچھ اسکیمیں نئے سال کے پروگرام میں رکھ دیں۔

جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے اس مہنگائی نے سارے عوام کو لپیٹ میں لیا ہے سارا ملک اس سے تنگ ہے اور بہت تکلیف ہے۔ مہربانی فرما کر اس کا بھی کچھ سدباب کیا جائے۔ آخر میں میں اپنی مختصر تقریر ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

○ **جناب اسپیکر۔** اب جناب علی محمد نوتیزئی صاحب سے گذارش ہے کہ وہ اپنی بجٹ تقریر کریں۔

○ حاجی علی محمد نوتیزئی

اعوذباللہ من شیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم

جناب قائد ایوان۔ اسپیکر صاحب۔ اور معزز اراکین۔ السلام و علیکم۔

بجٹ ۹۲-۱۹۹۱ء پر میں بحث کا آغاز کرتے ہوئے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے علاقے کے چند اہم نکات پر اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کراؤں ہمیں اپنے علاقے کے لوگوں نے ایک نمائندہ بناکر یہاں بھیجا ہے۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنے علاقے کے مسائل کے بارے میں اپنی اسمبلی میں آواز اٹھائیں سب سے پہلے میں اپنے علاقے جو ہمارا چاغی ضلع ہے۔ یہ رقبے کے لحاظ سے بلوچستان میں سب سے وسیع ضلع اور علاقہ ہے اور بلوچستان میں ایسا علاقہ نہیں ہے جو اس چاغی ضلع کے برابر ہو۔ یہ ایک بہت وسیع تر علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ یہاں پر بجلی کی سہولت ہے نہ پانی کی اور نہ دیگر ضروریات ہیں۔ نوکنڈی جس کی آبادی تقریباً پندرہ ہزار افراد پر مشتمل ہے وہاں انگریزوں کے زمانے سے لے کر جب پاکستان بنا آج تک وہاں ٹینکر اور ٹرین کے ذریعہ پانی پہنچایا جاتا ہے اور اس وقت پچاس ساٹھ روپے فی بیرل پانی بک رہا ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہمارے ضلع چاغی کو بلوچستان کا حصہ نہیں سمجھا گیا ہے یا کیا بات ہے۔ کہ آج تک وہاں کے لوگ اس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ پانی کی سہولت نہیں ہے اور تفتان روڈ جو کہ ایک بین الاقوامی روڈ ہے۔ کوئٹہ تفتان وہاں اب تک روڈ پختہ نہیں ہوئی ہے اور اس کا نام لندن کے نام سے مشہور ہے اور وہاں پر ہمارے سیاح جب ہمارے پاکستان میں داخل ہوتے ہیں تو جب وہاں کے روڈوں کو دیکھتے ہیں تو ممکن وہ ہمیں گالیاں بھی دیں۔ تو ہم جناب قائدایوان اور اپنے بھائی وزیر خزانہ سے یہ گذارش کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو کہ ضرورت بھی ہے کہ کوئٹہ تفتان روڈ کو تعمیر کیا جائے اس وقت ہمارے ضلع میں ایک کالج موجود ہے انٹر کالج نوشکی ہے۔ سارے ضلع میں اور وہاں پر ہمارے غریب عوام کے بچے تعلیم حاصل کرکے میٹرک سے اور ان کے پاس اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے وہ کوئٹہ نہیں آسکتے ہیں تعلیم کے واسطے۔ ہماری بھی یہ خواہش ہے کہ وہاں دالبندین میں ایک انٹر کالج کی منظوری دی جائے اور انٹر کالج نوشکی کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔ صحت کے بارے میں ضلع دالبندین شہر میں ایک ڈسپنسری جو کہ ۱۹۷۹ء سے بنی ہوئی ہے تاحال اس کو سول کا درجہ نہیں دیا گیا ہے نہ وہاں پر ادویات ہیں نہ ہی کوئی لیڈی ڈاکٹر بندوبست ہے اور نہ ہی مریضوں کے واسطے بستروں کا انتظام ہے وزیر موصوف سے ہماری گذارش ہے کہ ہمارے حلقے اور ضلع میں ہسپتالوں کا اور جدید سہولتوں سے

آراستہ کرنے کی منظوری دے دیں۔ ایک سینڈک پروجیکٹ کے بارے میں وفاقی حکومت نے مناسب کوٹہ دیا ہے جبکہ ہمارے برادر حمید خاں نے فرمایا کہ حب میں جو فیکٹری بنی ہوئی ہے وہ کراچی سے نزدیک ہے ابھی سینڈک پروجیکٹ میں بھی ہمارا حق بنتا ہے۔ سب سے پہلے ہماری پہلی گذارش ہے کہ وہاں پر ہمارے آدمیوں کو پہلے لگایا جائے اور بعد میں وہاں کے جو ہیں ہمارے صوبے کے دوسرے لوگوں کو اور جو ہمارے بے تعلیم اور تعلیم یافتہ افراد ہیں سب سے پہلے ان کو وہاں پر ملازمتیں دی جائیں۔ باقی ہمارے اساتذہ ایک طویل عرصے سے مسائل کا شکار ہیں اور کہیں دنوں سے وہ ہڑتالوں پر ہیں۔ ان میں لگے ہوئے ہیں۔

آخر میں ہماری قائد ایوان سے گذارش ہے کہ ان کے مسائل حل کریں کیونکہ بغیر استاد کے ہمارے لڑکے تعلیم حاصل نہیں کرسکتے ہیں اور نہ ہمیں ہڑتالوں سے کچھ فائدہ ہوسکتا ہے۔ ہمارا ایوان اور اراکین اسمبلی سے سب اپنے بھائیوں سے یہ گذارش ہے کہ ان کے مسائل جلد حل کریں۔ مہربانی۔

○ **جناب اسپیکر۔** اب مسٹر ارجن داس بگٹی صاحب تقریر کریں گے۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ آداب۔ میرے لئے یہ موقعہ باعث افتخار و انبساط ہے کیونکہ میں اس مقدس ایوان میں آج بجٹ پر بولنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ ۱۹۸۵ء سے بلوچستان بھر کی واحد ہندو اقلیتی صوبائی نشست کے ذریعے اپنی برادری کے ساتھ ساتھ بلاامتیاز رنگ و نسل اپنے دیگر بھائیوں کی خدمت کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر۔ ماضی کی تقاریر کی نسبت آج یہ تقریر اس مقدس ایوان میں ایک ایسے تاریخی نہج یا موڑ پر کی جارہی ہے جو تضادات لفاظی و شکایتوں مفاہیم کی الٹ پھیر اور فریب نظر کا ایسا غلط سلط مجموعہ ہے جس کی گتھیوں کو سلجھانا اور آپ کے سامنے ۹۲-۱۹۹۱ء کے بجٹ کے حوالے سے اصلی حقائق کی نقاب کشائی کرنا میرا انسانی اور قومی فریضہ بنتا ہے۔ جناب اسپیکر میں جانتا ہوں کہ میری تقریر سے پہلے بھی میرے دوست سیر حاصل بحث کرچکے ہیں اور اپنی تقاریر کرچکے ہیں۔ میں صرف ان چیدہ چیدہ موضوعات پر مختصرا بولونگا جو صوبائی اور مرکزی حوالے سے متعلق ہیں اور میں چاہوں گا کہ ممبر حضرات' اراکین اسمبلی میرے دوست اور عوام اور گیلری میں بیٹھے ہوئے سامعین اور صحافی حضرات ان باتوں کو بغور سنیں کیونکہ یہ ہمارے ضمیر کی آزادی ہماری معاشی خوشحالی' ہماری سماجی ترقی' ہماری ثقافتی اور تعمیری روایات سے متعلق ہیں۔ جناب اسپیکر۔ میرے بھائی اور دوست نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب جو اس وقت صوبائی وزیر خزانہ ہیں اور اس وقت وہ کشتی کے دیوانے ہیں انہوں نے ۹۲-۱۹۹۱ء کا بجٹ

پیش کیا ہے اس کے اندر جن اعداد و شمار الفاظ کی موشگافیوں کے ذریعے ہمیں اور آپ کو بھول بھلیوں میں الجھانے کی سعی کی ہے انہیں سب سے پہلے وفاقی حکومت کی جانب سے قومی مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ کے سلسلہ میں اپنے موقف کی وضاحت تاریخی حوالوں سے کرنے کی کوشش کروں گا اور اس کے بعد حال ہی میں صوبوں کے درمیان طے پانے والے پانی کی تقسیم کے معاہدے پر بھی کچھ کہنا چاہوں گا اور اس کے علاوہ صوبائی حکومت کی جانب سے تشریح و توصیف کے ڈھول پیٹنے کی حد تک۔ بلوچستان میں گیس کی رائلٹی و ترقیاتی سرچارج وصول کرنے کی کامیابی پر کہنا پسند کروں گا اور چند دیگر موضوعات جو آگے آئیں گے۔ جناب اسپیکر۔ آپ اس امر سے بخوبی آگاہی رکھتے ہیں کہ موجودہ مخلوط صوبائی حکومت سے پہلے جو صوبائی سرکاریں حکومت میں رہی تھیں جن میں نواب بگٹی کی حکومت صوبائی حقوق کے حصول کی جدوجہد میں سب سے زیادہ نمایاں اور ووکل (Vocal) رہی ہے جنہوں نے چند چاندی کے ٹکڑوں اور مراعات کی خاطر کبھی اصولوں پر مرکز سے سمجھوتہ نہیں کیا۔

○ **میر محمد اسلم بزنجو۔** (مداخلت)۔ جناب اسپیکر۔ معزز رکن لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر یہ میری ذہنی اختراع ہے۔ میں پڑھ نہیں رہا ہوں۔ تو جناب انہوں نے مشترکہ مفادات کی کونسل بلوانے اور قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ اور صوبے سے نکلنے والی ملک کی شہرگ یعنی گیس کی رائلٹی کے سرچارج کے سلسلہ میں اپنے درخشاں جدوجہد کو دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ بنایا۔ جس کے لئے وہ تاریخ کے صفحوں میں سنہری حروف سے یاد رکھی جائے گی۔ انہی اصولی' عوامی حقوق کی جدوجہد کی پاداش میں اسے مسند اقتدار سے محروم کیا گیا جس پر اب تک انہیں فخر ہے۔

جناب اسپیکر۔ مرکز کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ وہ صوبائی وسائل خصوصاً (چھوٹے صوبوں) پر اپنی حاکمیت' اپنی بے پایاں قوت اور طرز عمل یا حکومت عملیوں کے ذریعے قابض رہنا پسند کیا کرتا ہے جس کی مثالیں ماضی کے صفحات میں موجود ہیں اور موجودہ مرکزی حکمران بھی ان طریقوں پر گامزن ہیں۔ جناب اسپیکر۔ آج بھی یہ این ہمہ تاریخ خود کو دھرا رہی ہے۔ جس سے ذہن ماؤف محسوس ہو رہا ہے' دل دکھ رہا ہے اور جسم کڑھ رہا ہے۔ میرے دوست یقیناً اس بات کی دلی صورت میں مجھے خراج تحسین پیش کر رہے ہیں ویسے ظاہری صورت میں وہ اقتدار میں ہوتے ہوئے وہ اس حقیقت کو ماننے کے تیار نہیں ہوں گے۔ (تحسین و آفرین) شکریہ جناب میرے خیال میں اگر میں اپنے دوستوں سے یہ گذارش کروں گا سے ان کے دل میں آواز یہی ہے یا

نہیں؟ ہم اپنے صوبے کے وسیع تر مفاد' عوام کے جائز حقوق اور ہماری زمین کے بے پایاں خزانوں اور ساتھ ساتھ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اپنی ذہنی اور ضمیر کی آزادی کو بیچ کر چند سکوں کے عوض ہم نے اپنے آقاؤں کے ہاتھوں خود کو فروخت کر رکھا ہے۔ ہم جو صوبائی خودمختاری کا برسرعام ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ پبلک اسٹیجز (Public Stages) پر دھواں دار تقاریروں کے ذریعے عوام کی معاشی ترقی' سماجی بہبود اور سماجی انصاف کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں لیکن اس بجٹ کی تہہ میں جانے کے بعد محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھ اور صوبے کے ساتھ' عوام کے ساتھ کتنا عظیم دھوکہ اور فراڈ کیا گیا ہے جس میں ماضی کی طرح موجودہ حکومت صریحا" مرکز کے ساتھ دانستا" شامل ہے۔ (شیم۔ شیم کی آواز)

آپ کو یاد ہو گا کہ ماضی میں پانی کی تقسیم کے سلسلے میں کئی کمیشن بٹھائے گئے' صوبوں اور مرکز کے درمیان مناظرے اور مذاکرات ہوئے لیکن مرکز اپنی سابقہ روایات کے مطابق اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا اور ٹس سے مس نہیں ہوا۔ لیکن یہ دیکھ کر میں دنگ رہ گیا ہوں کہ اچانک وہی مرکز جو کبھی ایک انچ بھی آگے بڑھنا پسند نہیں کرتا تھا اس نے اصطلاحا" راتوں رات صوبوں کے ساتھ پانی کی تقسیم کا معاہدہ اس سرعت کے ساتھ کیا کہ اس سائنسی دور میں شائد کوئی سائنسی آلہ کمپیوٹرائزڈ سائنسی آلات بھی ایسی تندی اور تیزی نہ دکھلا سکے۔ جناب اسپیکر۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت ہو رہی ہے کہ یہ زائد بارہ ملین ایکڑ فٹ پانی جو سنٹر نے آنا" فانا" ملک کے طول و عرض میں ظاہر کیا وہ ماضی میں کس گوشہ گمنامی میں پنہاں تھا اور مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ میرے معزز ساتھی نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب نے اس سمجھوتے کے تحت جس میں تقریباً دو ملین ایکڑ فٹ زائد پانی ہے مرکز سے حصول کا جو دعویٰ کیا ہے وہ ان معروضات کی روشنی میں کہاں سے آئے گا۔ جناب اسپیکر شکر ہے کہ وزیر خزانہ صاحب میری اس بات کی تصدیق کر چکے ہیں۔ یہ پانی آسمان سے ٹپکنا میرے خیال میں ناممکن ہے یہ سراسر اعداد و شمار اور لفظی موشگافیوں کا سراب ہے۔۔۔۔۔۔۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** آپ قاعدے کا خیال رکھیں۔

○ **مسٹر ارجن داس بگٹی۔** جناب اسپیکر۔ میں گذارش کروں کہ بجٹ اسپیچ میں کوئی بھی اس قسم کی قید و بند نہیں ہوتی۔ اس میں ہر موضوع پر بات کر سکتے ہیں۔ آپ ۱۹۸۵ء سے میرے ساتھی ہیں۔ جناب یہ دھوکہ ہے اور عوام کے ساتھ ناقابل معافی مذاق بھی ہے۔ اس گٹھ جوڑ میں صوبہ جات جناب اسپیکر اور مرکز ایک ملی بھگت کے ذریعے شامل ہیں اس لئے میں اپنے معزز دوست وزیر خزانہ کے ساتھ اس کو ایک تاریخی سمجھوتہ

کہنے میں ساتھ دینے سے گریز نہیں کرتا۔ ہم نے اس تقریر سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یقیناً صوبائی وسائل پر انحصار اور اپنی ذات پر خود انحصاری کی پالیسی' خودمختاری کی جانب پہلا قدم ثابت ہوگا۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے میرے معزز دوست کے سلسلہ میں یہ ان کی اپنی شخصی اور ان کے ساتھیوں جو حکومت میں شامل ہیں ان کی انفرادی خودمختاری کی جانب تو یہ قدم ہوسکتا ہے لیکن عوام کی اجتماعی اور صوبائی آٹونامی کے صریحا" خلاف ہے۔ میرے خیال میں ان کی یہ کوشش ان کے دعویٰ کے برعکس اس صوبے کو مالی طور پر مستحکم اور خودمختار بنانے کی منافی ہے۔

جناب اسپیکر۔ اب آیئے انکی بڑی کامیابی کی جانب جس میں انہوں نے بلوچستان میں واقع گیس کے کنوؤں سے پیدا ہونے والی گیس پر تمام ترقیاتی سرچارج اور رائلٹی وصول کرنے کا دعویٰ کیا ہے اس ضمن میں واضح کروں گا کہ سابقہ صوبائی حکومت نے گیس کے سرچارج اور رائلٹی کی صورت میں مرکز سے مساویانہ طور پر گیس کی رائلٹی اور سرچارج کا تقاضہ کیا تھا بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر ان سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ چونکہ بلوچستان کے صوبے سے نکلتی ہے اس لئے اس کے تمام امور حکومت بلوچستان کے حوالے کئے جائیں لیکن ستم ظریفی تو دیکھئے شینڈم کہ بدین سے نکلنے والی گیس پر تو مرکز پچیس فیصد اور ڈھوڈک سے نکلنے والی گیس پر پندرہ فیصد رائلٹی ادا کرتا ہے لیکن ہمیں صرف پانچ فیصد پر ہی ٹرخا دیا گیا۔ جس پر ہم کتنے خوش اور مسرور نظر آتے ہیں۔ ہے نا افسوس کا مقام جناب اسپیکر۔ میرے معزز دوست وزیر خزانہ جناب نواب محمد اسلم رئیسانی جن کا نام بھی میں احترام سے پکارتا ہوں کتنے مسرور نظر آرہے ہیں پھول کی طرح ان کا چہرہ کھل رہا ہے کہتے ہیں کہ صوبے کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہمارے محاصل سے تمام اخراجات نکال کر ۲۱۵ دو سو پندرہ کروڑ روپے فاضل آمدنی ہمارے پاس رہے گی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بقول ان کے پہلے دفعہ "خسارے کو پر کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے امداد کے طالب نہیں ہوں گے" لیکن ان کے برعکس بقول ان کے قومی شاہراؤں کی دیکھ بھال کے لئے امدادی گرانٹ وغیرہ کی مد میں وہ ابھی تک وفاقی حکومت کی امداد کے مرہون منت ہیں۔ (شیم شیم کی آواز)

جناب اسپیکر۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اہمیت اور صوبائی ترقی کے سلسلے میں سنگ میل کی حیثیت کے حامل سینڈک پروجیکٹ کی منظوری اور اس کے دفاتر وغیرہ کی اس صوبے میں منتقلی کا سہرا بھی اپنے سرباندھ رہے ہیں جو کہ سابقہ صوبائی حکومت کا ایک روشن کارنامہ ہے۔ جناب اسپیکر۔ کہتے ہیں کہ موجودہ حکومت کے آتے ہی ایک طرف جہاں وفاقی حکومت کے رویئے میں فرق آیا ہے وہیں ہماری مخلوط حکومت کی کارکردگی بھی

قابل تحسین ہے اس بات کا جواب تو میں پہلے دے چکا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ انسان' سماجی اور معاشرہ کا بنیادی اور اہم ویلیو فریڈم (Value freedom) ہے یعنی آزادی لیکن جب اس قیمتی ترین اثاثے پر سودا بازی کی جائے تو اس کے مقابلے میں جو بھی معاملات ہوں وہ ہیچ اور قابل نفرت ہیں۔ مذہبی' تاریخی' اخلاقی اور فلسفیانہ نقطہ نگاہ ہے۔ جناب اسپیکر میرے انتہائی معزز اور قابل احترام دوست وزیر خزانہ نے نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی اور سرکاری اداروں کو نجی تحویل میں دینے کی مختلف قسم کی ترغیبات مہیا کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے لیکن میں اس سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ جس ملک اور صوبے کے حاکموں کی نیتیں مشکوک اور صاف نہ ہوں اور اندرونی امن و امان کی حالت ناگفتہ بہ ہو وہاں پر آپ کتنی ہی ترغیبات دیں لیکن اس کا حاصل سفر کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ آپ بخوبی دیکھ سکتے ہیں کہ صوبے کے اندر ہر ادارہ انتظامی' قانونی اہلیت اور کارکردگی کے لحاظ سے دم توڑ رہا ہے اور رو بہ زوال ہے وہاں پر کون یہ جوئے شیر لانے کے عمل کا ارتکاب کرسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلند بانگ سرمایہ کاری کی ترغیبات کے باوجود سرمایہ ملک سے باہر منتقل کیا جارہا ہے جس سے آپ سب بخوبی واقف ہیں جیسے اس بارے میں میرے دوست ڈاکٹر عبدالمالک صاحب فرما چکے ہیں اور جناب اسپیکر۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جن ملکی اداروں کو ڈی نیشنلائیزیشن کرکے نجی ہاتھوں میں سونپا جارہا ہے وہ ہاتھ بھی وہی ہیں۔ ان حالات میں ملک یا اس کے بازو سماجی' معاشی' تعلیمی صحت عامہ' انصاف' قانون اور دیگر میدانوں میں کیسے ترقی کرسکتا ہے۔ یہ تو ببول سے بیر مانگنے کے مترادف ہے۔

جناب اسپیکر۔ میں اپنے معزز دوست جناب نواب اسلم رئیسانی صاحب کی تقریر میں تین نئے شعبہ جات کے مجوزہ قیام پر انہیں مبارکباد دینا ضروری سمجھتا ہوں جن میں کھیل ثقافت' سیاحت' شہری دفاع اور محکمہ ماہی پروری اور ساحلی ترقیات شامل ہیں۔ جن سے بقول ان کے اخراجات میں اضافہ تو ہوگا لیکن صوبے کی ترقی اور خوشحالی کی راہیں نکل آئیں گی متذکرہ حالات و کوائف کی روشنی میں آیا ان سے وہ مقاصد حاصل ہوں گے یا نہیں میرے خیال میں یہ خدا ہی جانتا ہے۔ جناب اسپیکر۔ بقول میرے معزز دوست نے عوام کی معاشی و معاشرتی ترقی کی اور انہیں بنیادی سہولیات مہیا کرنے کے سلسلہ میں پہلی دفعہ بجٹ میں خصوصی ترجیحاتی پروجیکٹ کا آغاز کیا گیا ہے اور اس پر خرچ کرنے کے لئے ایک سو چار کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ جس پر طرہ یہ ہے کہ اسکیموں کی نشاندہی کرنے کی بجائے انہیں مستقبل بعید کے کسی جادوگر کے کمرہ میں سات خانوں میں بند

کر رکھا ہے۔ جناب اسپیکر اختصار سے کام لوں گا۔ یہ عوام کے ساتھ کتنا بڑا دھوکہ اور مذاق ہے اس کے انجام کا تصور کرتے ہوئے ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ عوام کے ریلے کے سامنے بڑے بڑے جاہ پسند آمر متکبر حاکم' خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود اور دنیا کی مضبوط ترین حکومتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں جن کا ذکر صرف ہم تاریخ کی اوراق میں ہی پڑھ سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر۔ آخر میں' میں اپنی تقریر اپنے معزز اور محترم دوست نواب محمد اسلم رئیسانی وزیر خزانہ کے ان ہی الفاظ پر ختم کرنے سے پہلے گزارش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ۱۹۹۱ء' ۱۹۹۲ء کا بجٹ بلوچستان کی تاریخ میں ایک واقعی سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے ذریعے انہوں نے گیس کا ترقیاتی سرچارج اور رائلٹی کے حصول میں کامیابی حاصل کی۔ سندھ کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ اور قومی مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ کا حصول کیا اور ان حالات پر بقول ان کے انہوں نے صوبے کی معاشرتی' معاشی ترقی بنیاد رکھ دی ہے ان کے فرمودات ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں ان باتوں اور مصروفیات کو لائیٹ نہیں لینا چاہئے کیونکہ ہمارے وجود کی بقا ہماری دھرتی سے پیار محبت اور وابستگی سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ مجھے اپنی ذات اور وجود سے زیادہ فخر اس بات پر ہے کہ میں ملک کی اس سرزمین میں پیدا ہوا ہوں جو اپنے بھائی چارہ مساویانہ سلوک اور رنگ و نسل ذات پات اور مذہب کے امتیازات سے بالاتر متصور کی جاتی ہے اس سرزمین کی وہ صحت مند روایت جو صدیوں سے قائم و دائم ہے اور یہاں کے تمام باشندوں کی سوچ اور جسم میں اس طرح موجزن ہے جس طرح رگوں میں خون دوڑتا ہے۔

جناب اسپیکر۔ لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اس بجٹ میں اقلیتوں کے جائز قانونی اخلاقی اور مذہبی حقوق کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ۔

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جناب والا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ہندو آبادی بلوچستان کی سب سے بڑی اور واضح اقلیت ہے اور دیگر صوبوں میں خصوصاً سندھ کے اندر انہیں اس قسم کی دستاویزات میں ان کے جائز مقام اور حقوق کی یقین دہانی کرائی جاتی رہی ہے۔ اس سلسلے میں میں کچھ اور آگے جاکر یہ بھی کہوں گا کہ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک اور تھرڈ ورلڈ سے متعلق ممالک میں جن میں اقلیتیں بستی ہیں ان کے اس قسم کے دستاویزات اور دساتیر میں اقلیتوں کے جائز حقوق مذہبی' آزادی اور ان کی بود و باش کے منفرد طریقوں اور اپنے فرائض کی

بجاآوری کے سلسلہ میں غیر مبہم الفاظ میں نہیں ہیں۔ اور نہ صرف انہیں یقین دہانی کرائی جاتی ہے بلکہ اکی بجا آوری کے سلسلہ میں رقومات وغیرہ مختص کی جاتی رہی ہیں لیکن مجھے دلی صدمہ اور افسوس ہوا ہے یقیناً اس صدمہ میں میرے ایک دوست جو اقلیتی امور کے وزیر بھی ہیں وہ میرا ساتھ دیں گے کو کہ ان کی زبان پر تالے لگے ہوئے ہیں کہ اس بجٹ میں اس قسم کا کوئی مبہم سے اشارہ بھی نہیں ملتا۔

جناب اسپیکر۔ میں قائدایوان کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ اس طرح اس بجٹ میں خواتین کی اپنی انفرادی حیثیت سے ہر شعبہ جات میں ترقی کے سلسلہ میں نہ کوئی اشارہ ملتا ہے اور نہ ہی رقم مختص کی گئی ہے جو عمل کسی بھی صورت میں قابل تحسین نہیں کہلایا جاسکتا۔ حالانکہ اس قسم کی یقین دہانی ملک کے دستور اور مقدس کتابوں میں بھی واضح الفاظ میں موجود ہے میرے خیال میں اس چیز کی تصدیق ہمارے مولانا عصمت اللہ بھی کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ میں ایک دو ہم ایشوز کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جو مجھے ملے ہیں میں ان کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا اور آپ کے توسط سے قائدایوان اور دوسرے ممبران کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ بجٹ اجلاس کے دوران بلوچستان ٹیچرز ایسوی ایشن اساتذہ کرام جن کا ایک اعلیٰ مقام ہے جو آپ بھی جانتے ہیں اور ہم بھی جانتے ہیں جو ہم کو آپ کو ہمارے آنے والی نسلوں کو دنیا دیتے ہیں دنیا تعلیم کو کہتے ہیں۔ انہوں نے جون سے مکمل بائیکاٹ کیا ہوا ہے وہ علم اور تعلیم کی روشنی سے منور کرتے ہیں اس وقت وزیراعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے ان کے مسائل کو آپ اپنا ہی مسئلہ سمجھیں اور انہیں حل کردیں کیونکہ میرا ایمان ہے ہم سب کا ایمان ہے جس معاشرہ میں استاد کا احترام نہیں ہے۔ جناب والا۔ گرو استاد کو کہتے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ قائدایوان تو بڑا درد دل رکھنے والے شخص ہیں بخدا وہ یہ مسئلہ درد دلی سے حل کیوں نہیں کرتے؟

جناب اسپیکر اس کے علاوہ یہ بھی گذارش کروں گا اور کاش یہ ایک سو چار کروڑ روپے جو آپ نے تالوں میں بند کر رکھے ہیں اگر آپ اساتذہ کرام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے رکھتے۔ تو آج میرے خیال میں ہم بھی آپ کے گن گاتے۔

جناب اسپیکر۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اسمبلی سیکریٹریٹ اور ایم پی اے ہوسٹل کے ملازمین کے بھی کچھ مسائل ہیں بلکہ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ان کو آپ دو ماہ کی تنخواہ بمع الاؤنس بہ طور بونس آپ ان کو

دیں۔ کیونکہ اس سے پہلے کی گورنمنٹ نے بھی ان کو یہی مراعات دی تھیں۔۔۔

میں ایک اور حالیہ Issue کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کروں گا کہ وزیر متعلقہ صاحب چلے گئے ہیں یا شاید وہ اپنی کرسی سے دوسری کرسی پر جابیٹھے ہیں کیو ڈی اے کے عملے نے بغیر کسی نوٹس کے ہمارے بلوچستان کی ایک گلی ہے بروری روڈ۔ کل کیازئی کوئٹہ میں ہے یہاں کے گھروں کو بلڈوز کر دیا ہے بغیر نوٹس کے۔

جناب اسپیکر۔ یہ جمہوریت کے تقاضے نہیں ہیں اس میں دکھ کی بات یہکہ ایک بیوہ کا مکان بھی بلڈوز کر دیا ہے ایک بیوہ یعنی جس کا وارث نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ میں گذارش کروں گا اس کو آپ لائیٹ نہ لیں یہ ہاؤس کی باتیں ہیں کیو ڈی اے کے وزیر تشریف رکھتے ہیں اور ہمارے حضرت صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں میرے خیال میں نہ تو ہمیں دین اس بات کی اجازت دیتا ہے نہ ہمارا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی جمہوریت کے تقاضے ہیں کہ بغیر نوٹس کے آپ گھروں کو بلڈوز کریں۔

جناب اسپیکر۔ آخر میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور تمام اپنے دوستوں کا جنہوں نے بڑے صبر و تحمل سے بڑے خلوص اور خندہ پیشانی سے بڑے دل سے مجھے سنا۔ یہ باتیں میری نہیں تھیں بلکہ ان کی بھی ہیں۔ لیکن کچھ فاصلے ہیں۔۔۔۔۔ شکریہ۔

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** کوئی اور صاحب اظہار خیال فرمائیں گے؟

○ **جناب ڈپٹی اسپیکر۔** چونکہ مزید کوئی صاحب بجٹ کی عام بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتے لہذا اجلاس کی کارروائی کل مورخہ ۱۸ جون ۱۹۹۱ء چار بجے شام تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس بوقت ساڑھے سات بجے شام اگلی شام
مورخہ ۱۸ جون ۱۹۹۱ء چار بجے بروز سہ شنبہ تک کے لئے ملتوی ہوگیا)